www.alahazratnetwork.org



رسالہ

# ھدی الحیران فی نفی الفیئ عن سیّد الاکوان

۱۲۹۹ھ

## (سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے سایہ کی نفی کے بارے میں حیرت زدہ کے لئے راہنمائی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ حمدا تنجلی بہا ظلمات الآلام والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد قمر التمام وعلی الہ واصحابہ مصابیح الظلام وعلی المھتدین بانوارھم الی یوم القیام۔ وبعد فقال العبد الملتجی الی ربہ القوی عن شر کل غوی وغبی عبدہ المذنب احمد رضا المحمدی ملۃ والسنی عقیدۃ والحنفی عملا والقادری البرکاتی الاحمدی طریقۃ وانتسابا و

تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کے لئے ہیں جن سے دُکھوں کی تاریکیاں دُور ہوتی ہیں۔ درود وسلام ہو ہمارے آقا محمد مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر جو ماہ کامل ہیں اور آپ کی آل پر اور آپ کے صحابہ پر جو اندھیروں میں چراغ ہیں اور ان پر جو تا قیامت آل واصحاب کے انوار سے ہدایت حاصل کرتے رہیں گے۔ بعد ازیں ہر گمراہ اور کُند ذہن کے شر سے ربِّ قوی کی پناہ کا طلبگار اُس کا خطاکار بندہ احمد رضا کہتا ہے جو ملّت کے اعتبار سے محمدی، عقیدہ کے اعتبار سے سُنّی، عمل کے اعتبار سے حنفی، طریقت و انتساب کے اعتبار سے قادری برکاتی احمدی، مولد و وطن

www.alahazratnetwork.org



البریلوی مولدًا وموطنًا والمدنی والبقیعی ان شاء اللہ مدفنا ومحشرا فالعدنی الفردوسی برحمة اللہ منزلا ومدخلا مستنیرا بانوار الهدایة والیقین حاسما لخدشات الظن والتخمین بك یاربنا فی کل باب نستعین ولاحول ولاقوة الا باللہ العلی العظیم۔

کے اعتبار سے بریلوی، اور اللہ نے چاہا تو مدفن ومحشر کے اعتبار سے مدنی وبقیعی، پھر اللہ تعالٰی کی رحمت سے منزل ومدخل کے اعتبار سے عدنی و فردوسی ہے درانحالیکہ وُہ ہدایت ویقین کے انوار سے مستنیر ہونے والا اور ظن وتخمین کے خدشات کو مٹانے والا ہے تیری توفیق سے اے ہمارے رب! ہم ہر باب میں تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔ اور اللہ بلندی و عظمت والے کی توفیق کے بغیر نہ توکسی کے لئے گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی نیکی کرنے کی قوت۔(ت)

## فصل اوّل

ہم حول وقوتِ ربانی پر اتکال، واتکال کی عروہ وُثقٰی دستِ التجا میں مضبوط تھام کر پیش از جواب مفصّل چند مقدمات ایسے تمہید کرتے ہیں جن سے بعون اللہ تعالٰی ارتفاعِ نزاع بہ آسانی بن پڑے۔ عزیزانِ حق طلب! اگر عقلِ سلیم کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیں گے تو ان شاء اللہ انہی شمعوں کی روشنی میں ٹھیک ٹھیک شاہراہِ صواب پر ہولیں گے اور کلفتِ خارزار اور آفتِ یمین ویسار سے بچتے ہوئے تجلائے ہدایت میں نور کے تڑکے ٹھنڈے ٹھنڈے منزلِ تحقیق پر خیمہ زن ہوں گے اور جو تعصب اور سخن پروری کا ساتھ دے تو ہم پر کیا الزام ہے کہ جلتے ریت پر چلانا، بلا کے کانٹوں میں پھنسانا، اندھے کوؤں میں گرانا، ان دو آفت جان، دشمن دین وایمان کا قدیمی کام ہے وباللہ التوفیق وبہ الوصول الی ذروۃ التحقیق (اللہ ہی سے توفیق ہے اور اسی کی بدولت تحقیق کی بلندی تک پہنچا جاسکتا ہے۔ت)

**مقدمہ اولٰی:** جب دو چیزوں میں عقل یا نقل ملازمت ثابت کرے تو بحکم قضیہ لزوم، بعد ثبوتِ ملزوم، تحقق لازم خود محقق ومعلوم، اور تجشّم دلیل کی حاجت معدوم۔ اسی طرح بعد انتفائے لازم انعدامِ ملزوم آپ ہی مفہوم، کما ھو غیر خاف ولامکتوم، اور اسی ملازمتِ واقعہ کے باعث مرتبہ ادراک میں بھی بعد علم باللزوم، وجودِ لازم وانتفائے ملزوم، تحققِ ملزوم وعدمِ لازم کا شک ووہم وظن و یقین وتکذیب میں تابع رہتا ہے، مثلاً جسے وجودِ ملزوم پر تیقّن کامل ہوگا اس کے نزدیک ثبوتِ لازم

www.alahazratnetwork.org



بھی قطعی یقینی ہوگا اور ظان وشاک وواہم کے نزدیک مظنون ومشکوک وموہوم ہوگا اور یہ معنٰی بدیہیاتِ باہرہ سے ہیں۔

**مقدمہ ثانیہ** : دعاوی ومقاصد خواہش ثبوت میں متساویۃ الاقدام نہیں بعض ایسے درجہ اہتمام ورفعتِ مقام میں ہیں کہ جب تک نقل صحیح صریح، متواتر، قطعی الدلالۃ ہر طرح کے شکوک و اوہام سے منزّہ ومبرّا نہ پایا جائے ہرگز پایہ ثبوت کو نہیں پہنچ سکتے، احادیثِ احاد اگرچہ بخاری ومسلم کی ہوں اُن کے لئے کافی نہ ہوں گی۔

اسی قبیل سے ہے اطلاق الفاظِ متشابہات کہ حضرتِ عزت میں اصح الکتب سے ثابت مگر عدمِ تواتر مانع قبول اور حلال وحرام کی جب بحث آئے تو احادیثِ ضعیفہ سے کام نہ لیں گے اور فضائلِ اعمال و مناقبِ رجال میں دائرہ کو خوب توسیع دیں گے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ ثابت الاصل کے مؤیدات و ملائمات میں چنداں اہتمام منظور نہیں، مثلاً ہمیں یقینیات سے معلوم ہوچکا کہ ذکرِالٰہی وتکبیر وتہلیل ونماز و درود وغیرہا اعمالِ صالحہ محمودہ ہیں، اب خاص صلوٰۃ التسبیح کی حدیث درجہ صحت تک پہنچنا ضرور نہیں، یا نصوصِ قرآنیہ واحادیثِ متواترۃ المعنی ہمیں ارشاد فرما چکیں کہ صحابہ سیدالمرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ و علیہم اجمعین سب اربابِ فضائل وعلوِّ شان ورفعتِ مکان اور اللہ تبارک وتعالٰی کے بندگانِ مقبول و بہترین اُمتیاں ہیں۔

اب خاص حضرتِ امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے مناقب بخاری ومسلم ہی پر مقصور نہیں، اسی قبیل سے ہے بابِ معجزات وخوارقِ عادات کہ حضور اقدس خلیفۂ اعظم بارگاہِ قدرت سے صدورِ آیات ومعجزات اور ملکوت السمٰوٰت والارض میں حضور کے ظاہر وباہر تصرفات، قاطعاتِ یقینیہ سے ثابت، تو اب شہادتِ ظلی یا عدمِ ظل کا ثبوت صحاحِ ستّہ پر محصور نہیں علماء نے تو بابِ خوارق میں غرابتِ متن پر بھی خیال نہ کیا اور حدیث کو باوجود ایسے خدشہ کے حسن ومقبول رکھا۔

امامِ اجل ابوعثمٰن اسمٰعیل بن عبدالرحمٰن صابونی کتاب المائتین میں حدیثِ حضرتِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ حضور پُرنور سے عہدِ اقدس میں چاند باتیں کرتا اور جدھر اشارہ فرماتے جھک دیتا، ذکر کرکے فرماتے ہیں،

هذا حدیث غریب الاسناد والمتن وهو فی المعجزات حسن[1] اھ اثرہ الامام العلامۃ

یہ حدیث اسناد ومتن کے اعتبار سے غریب ہے اور وہ معجزات میں حسن ہے اھ۔ اس کو امام قسطلانی

---

[1] المواہب اللدنیۃ بحوالہ الصابونی فی المائتین المقصد الاول المکتب الاسلامی بیروت ۱/۱۵۴

www.alahazratnetwork.org



القسطلانی فی المواھب۔

نے مواہب میں ترجیح دی۔ (ت)

علامہ زرقانی شرح میں لکھتے ہیں:

لان عادۃ المحدثین التساھل فی غیر الاحکام والعقائد مالم یکن موضوعا۔[1]

کیونکہ محدثین کی عادت ہے کہ وہ احکام وعقائد کے غیر میں چشم پوشی سے کام لیتے ہیں جب تک حدیث موضوع نہ ہو۔ (ت)

**مقدمہ ثالثہ**: علماء کی تلقی بالقبول کو ایراثِ قوت میں اثرِ عجیب ہے کہ وہ ہر طرح ہم سے اعرف و اعلم تھے، ہماری ان کی کوزہ ومحیط کی بھی نسبت ٹھیک نہیں، وہ سمائے علوم کے بدرِ منیر اور ہم عامی انھیں کی روشنیوں سے مستنیر، جب وہی ایک امر کو سلفاً وخلفاً مقبول رکھیں اور اپنی تصانیف اس کے ذکر سے موشح کریں تو ہمیں کیا جائے انکار ہے،

وفی مثل ذٰلک یقول الامام العلامۃ العارف الربانی سیدی عبدالوھاب الشعرانی فی المیزان "ان ھٰؤلاء الائمۃ الذین توقفت عن العمل بکلامھم کانوا اعلم منك واورع بیقین فی جمیع مادونوہ فی کتبھم لاتباعھم وان ادعیت انك اعلم منھم نسبك الناس الی الجنون او الکذب جحدا وعنادا وقد افتی علماء سلفك بتلك الاقوال التی تراھا انت ضعیفۃ ودانوا اللہ تعالٰی بھا حتی ماتوا فلا یقدح فی علمھم وورعھم جھل مثلك بمنازعھم وخفاء مدارکھم ومعلوم بل مشاھد ان کل عالم لایضع فی

اور اسی کی مثل میں امام علامہ عارف ربانی سیدی عبدالوہاب شعرانی میزان میں فرماتے ہیں، اور یہ تمام امام جن کے کلام پر عمل کرنے میں تو توقف کرتا ہے تجھ سے علم میں زیادہ ہیں اور دینی ذخیرہ انھوں نے اپنے مقلدین کے لئے جمع کیا ہے اس میں یقیناً تجھ سے زیادہ متقی اور محتاط ہیں اور اگر تو اپنی علمیت کا دعوٰی کرتا ہے تو لوگ قصداً تجھے مجنون اور دروغ گو کہیں گے اور یہ اقوال جن کو تو ضعیف جانتا ہے وہی ہیں جن کے ساتھ علماءِ متقدمین نے فتوٰی دیا ہے اور اسی کی وجہ سے وہ اللہ کے قریب ہوئے حتی کہ اس دُنیائے فانی سے رخصت ہوئے اور اگر تجھ جیسا ان کے مراتب و مدارک سے ناواقف ہو تو ان کے مراتب وتقوٰی میں کچھ نقصان نہیں آسکتا اور یہ بات معلوم بلکہ مشاہدہ ہے کہ ہر عالم

---

[1] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد الاول دارالمعرفۃ بیروت ۱/۱۴۷

www.alahazratnetwork.org



مؤلفه عادة الا ما تعب فی تحریرہ و وزنه بمیزان الادلة والقواعد الشرعیة وحررہ تحریر الذهب والجوهر، فایاك ان تنقبض نفسك من العمل بقول من اقوالهم اذا لم تعرف منزعه فانك عامی بالنسبة الیهم والعامی لیس من مرتبته الانکار علی العلماء لانه جاهل[1]۔

اپنی اپنی کتب میں وہ امور لائے جن کے لکھنے میں مشقت برداشت کرنی پڑی اور جن کو ادلّہ اور قواعدِ شرعیہ کے ترازو پر تول لیا ہے اور ان کو سونے اور چاندی کی طرح مزیّن کیا ہے، پس تُو اپنے آپ کو اِس سے بچا کہ ان کے اقوال میں سے کسی ایسے قول پر عمل کرنے سے تمہارا دل تنگ ہو جس کا ماخذ تمہاری سمجھ میں نہ آیا ہو کیونکہ تو بہ نسبت ان کے عامی ہے اور عامی کا یہ مذہب نہیں کہ وہ علماء کا انکار کرے کیونکہ وہ عامی جاہل ہوتا ہے۔ (ت)

فقیر غفراللہ تعالٰی لہ کا فتوٰی سابق کہ اسی بارے میں لکھ چکا ہوں پیشِ نگاہ رکھ کر ان مقدمات میں امعانِ نظر کیجئے تو بحمد اللہ تمام شکوک و اوہام ہباءً منثورا ہوجاتے ہیں، ہاں میں بھولا، ایک شرط اور بھی درکار ہے، وہ کیا، عقل کا اتباع اور تعصب سے امتناع، مگر یہ دولت کسے ملے؟ جسے خدا دے۔

یہاں تو اجمال کی غنچہ بندیاں تھیں اور تفصیل کی بہارِ گلفشانی پسند آئے تو لیجئے بگوشِ ہوش و قلبِ شہیدِ انصاف کوش، استماع کیجئے۔ رب ارحم من انصف واهد عنیدا خالفا (اے میرے پروردگار انصاف کرنے والے! رحم فرما اور مخالفت کرنے والے ہٹ دھرم کو ہدایت عطا فرما۔ ت)

**قولہ** صرف حکیم ترمذی نے کہ غیر صاحبِ صحیح اور شخص ہیں، اپنی کتاب نوادر الاصول میں روایۃً کہا ہے،

ولم یکن له ظل لا فی الشمس ولا فی القمر۔ آپ کا سایہ نہ تھا، نہ دھوپ میں نہ چاندنی میں۔ (ت)

**اقول** صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم (اللہ تعالٰی نبی کریم پر درود و سلام نازل فرمائے۔ ت)

مجیب کے اس سارے جواب کا مبنٰی صرف اسی زعمِ فاسد پر ہے جو قصورِ نظر سے ناشی۔ حکیم ترمذی نے تو اس حدیث کو ذکوان تابعی سے مرسلاً روایت کیا اور اسے موصولاً مع زیادتِ مفیدہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کرنے والے امامِ جلیل، حبرِ نبیل، حجۃ اللہ فی الارضین، معجزۃ من معجزات سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، حضرت امام ہمام عبداللہ بن مبارک قدس سرہ المتبرک جن کی جلالتِ شان و

---

[1] میزان الشریعۃ الکبرٰی فصل فی بیان ذکر بعض من اطنب فی الثناء الخ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۹۰

www.alahazratnetwork.org



غزارتِ علوم آفتابِ نیم روز سے اظہر واز ہر، امام اجل احمد بن حنبل و امام سفیان ثوری و امام یحیٰی ابن معین و ابوبکر بن ابی شیبہ و حسن بن عرفہ وغیرہم اکابر ائمہ محدثین، فنِ حدیث میں اس جناب رفعت قباب کے شاگرد ان مستفیض ہیں اور کتابوں پر اگر نظر نہ ہو تو شاہ صاحب کی بستان ہی دیکھئے، کیا کچھ مدائح اس جناب کے لکھ کر مستوجب رحمتِ الٰہی ہوئے ہیں۔

ان کے بعد اس حدیث کے راوی امام علامہ شمس الدین ابو الفرج ابن الجوزی ہیں، رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ، کہ کتاب الوفاء میں اسے روایت فرمایا[1]۔ فنِ حدیث میں ان کی دستگاہِ کامل کسے معلوم نہیں خصوصًا برعکسِ امام ابو عبداللہ حاکم جرح و تضعیف پر حرصِ شدید رکھتے ہیں، پھر جس حدیث پر یہ اعتماد کریں ظاہر ہے کہ کس درجہ قوت میں ہوگی، پس باوجود تعددِ طرق و کثرتِ مخرجین، حدیث کو صرف روایت حکیم کہنا محض باطل، اور باطل پر جو کچھ مبنی، سب حلیہ صواب سے عاطل، اور معلوم نہیں لفظ "روایۃً" کس غرض سے بڑھایا، ظاہرًا اعضال یا تعلیق کی طرف اشارہ فرمایا کقول القائل روی کذا و ذکر عن زید عن عمرو کذا (جیسے قولِ قائل کہ یُوں روایت کیا گیا ہے اور زید سے بحوالہ عمرو یُوں ذکر کیا گیا ہے۔ ت) کہ مقصودِ مجیب حدیث کو بے اعتبار ٹھہرانا ہے تو بشہادتِ سوق وہی الفاظ لائے جائیں گے جو مقصود کے ملائم و مؤید ہوں نہ وہ کہ ایک قسم کی بے اعتباری کو دفع کریں اور اعتبار سے اصلًا منافات نہ رکھیں، حالانکہ محدثین کے نزدیک تخریج و روایت کا ایک ہی مفاد اور ذکرِ اسناد دونوں جگہ مراد کما تفصح عن کلمات العلماء الامجاد (جیسا کہ بزرگ علماء کی عبارات نے اس کو خوب واضح کر دیا ہے۔ ت) پس اگر اس اصطلاحِ محدثین پر اطلاع تھی تو مقصود سے بیگانہ لفظ کی زیادت کیوں ہُوئی اور ایسے مؤاخذے تو ہم ضروری بھی نہیں سمجھتے کہ روایتِ حکیم کی نقل میں کمی بیشی واقع، ان کے پاس لفظِ حدیث یُوں ہیں:

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لم یکن یرٰی لہ ظل فی شمس ولا قمر[2]۔ سُورج اور چاند کی روشنی میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا سایہ نظر نہ آتا تھا۔ (ت)

**قولہ** مگر محدثانِ اعلام نے اس حدیث کو معتبر نہیں مانا ہے۔

**اقول** جب اس کتاب کے سوا اور ائمہ اعلام نے بھی حدیث کو روایت فرمایا تو اس کتاب کا

---

[1] الوفاء باحوال المصطفٰی الباب التاسع والعشرون مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/ ۴۰۷

[2] الخصائص الکبرٰی بحوالہ الحکیم الترمذی باب الآیۃ فی انہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یرٰی الخ مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات ہند ۱/ ۶۸

www.alahazratnetwork.org



غیر معتبر ہونا کیا مضرت رکھتا ہے، معہذا غیر معتبر ماننے کے یہ معنی کہ اس کی ہر روایت کو باطل سمجھا، جب تو محض غلط، نہ کوئی محدث اس کا قائل، خود اکابر محدثین اسی نوادر الاصول بلکہ فردوس دیلمی سے جس کا حال نہایت ہی ردی ہے، تو وہ روایتیں اپنی کتب میں لاتے اور ان سے احتجاج و استناد فرماتے ہیں کما لایخفی علی من طالع کتب القوم (جیسا کہ کتبِ قوم کا مطالعہ کرنے والے پر پوشیدہ نہیں ہے۔ ت)

اور جو یہ مقصود کہ اس میں روایاتِ منکرہ و باطلہ بھی موجود ہیں تو بے شک مسلّم، مگر اس قدر سے یہ لازم نہیں آتا کہ ساری کتاب مطروح و مجروح ٹھہرے اور اس کی کسی حدیث سے استناد جائز نہ رہے، آخر علمائے سلف احادیثِ نوادر و روایاتِ فردوس سے کیوں تمسک کرتے ہیں اور جب وہ اس سے باز نہ رہے تو ہم کیوں ممنوع رہیں گے، خود یہی شاہ عبدالعزیز صاحب اور ان کے والد و اساتذہ و مشائخ شریعت و طریقت اپنی تصانیف میں احادیثِ کتبِ مذکورہ ذکر اور اُن سے استدلال کرتے ہیں۔

**قولہٗ** اب یہ کہئے گا کہ جب کتاب مخدوش و مخلوط ہو چکی تو ہر حدیث پر احتمالِ ضعف قائم، تو اس سے احتجاج اسی کو روا ہوگا جو بصیر و عارف اور نشیب و فرازِ فن سے واقف ہے۔

**اقول** اب ہمارے مطلب پر آگئے، حدیث عدم ظل سے بھی ہم عامیوں نے استدلال نہ کیا بلکہ یہی ائمہ شان، اربابِ تمیز و عرفان اسے بلا نکیرِ منکر مقبول رکھتے آئے اور ہم نے ان کی تقلید سے قبول کیا۔ اگر ان بصیرت والوں کے نزدیک متنازع فیہ قابلِ قبول نہ ہوتی تو حسبِ عادت اس پر رَدّ و انکار کیوں نہ فرماتے اور تلقی بالقبول سے باز آتے۔

**قولہٗ** اور مصنف نے بھی التزام تصحیح ما فیہ نہیں کیا ہے صرح بذلک خاتم المحدثین مولانا شاہ عبدالعزیز محدث الدھلوی رحمۃ اللہ علیہ فی بستان المحدثین (خاتم المحدثین مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے بستان المحدثین میں اس کی تصریح فرمائی ہے۔ ت)

**اقول** نہ التزامِ تصحیح صحت کو مستلزم، نہ عدمِ التزام اس کا مزاحم۔ اہلِ التزام کی تصانیف میں بہت روایاتِ باطلہ ہوتی ہیں اور التزام نہ کرنے والوں کی تصنیفوں میں اکثر احادیثِ صحیحہ، آخر مستدرکِ حاکم کا حال نہ سُنا جنھوں نے صحت کیا معنیٰ، التزامِ شرطِ شیخین کا ادعا کیا اور بقدر چہارم احادیثِ ضعیفہ و منکرہ و باطلہ و موضوعہ بھر دیں۔ اسی طرح ابن حبان کا یہ دعوٰی کتاب التقاسیم و الانواع میں ٹھیک نہ اُترا اور سُننِ ابی داؤد جس میں التزامِ صحاح ہرگز نہیں، صحاحِ ستہ میں معدود اور ان کا مسکوت عنہ مقبول و محمود۔ یہ سب امور خادمِ حدیث پر جلی و روشن ہیں۔

عزیزا! مدارِ کار اسناد پر ہے، التزام و عدمِ التزام کوئی چیز نہیں، یہ دولت تو روزِ اول

www.alahazratnetwork.org



بخاری کے حصہ میں تھی کہ احادیثِ مسندہ میں حق سبحانہ نے ان کا قصد پورا کیا، پھر ایسی فضول بات کے ذکر سے کیا حاصل! کیا جس کتاب میں التزامِ صحاح نہیں اس سے احتجاج مطلقاً مباح نہیں؟ ایسا ہو تو بخاری و مسلم و چند کتب دیگر کے سوا سُننِ ابی داؤد و ابن ماجہ و دارمی و تصانیفِ ابی بکر بن ابی شیبہ و عبدالرزاق و دارقطنی و طبرانی و بیہقی و بزار و ابی یعلیٰ وغیرہا معظم کتبِ حدیث جن پر گویا مدارِ شرع و سنت ہے محض بیکار ہوجائیں۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم (نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی نیکی کرنے کی قوت مگر بلندی وعظمت والے خدا کی طرف سے۔ ت)

**قولہ** اور کسی حدیث کی معتبر کتاب میں اس مسئلہ سے وجوداً و عدماً بحث نہیں۔

**اقول** کاش ہمیں بھی معلوم ہوتا حدیث کی کتابیں جناب مجیب عفا اللہ تعالٰی عنا وعنہ کے کتب خانہ میں ہیں یا کتنی حضرت کی نظر سے گزری ہیں کہ بے دھڑک ایسا عام دعوٰی کرتے ہوئے آنکھ نہ جھپکی، ہم نے تو اکابر ائمہ کو یوں سُنا کہ جس حدیث پر اطلاع نہ پائی لم اجد (میں نے نہ پایا۔ ت) یا لم ار (میں نے نہیں دیکھا۔ ت) یا لم اقف علیہ (میں اس پر آگاہ نہ ہوا۔ ت) پر اقتصار فرمایا، یہ لیس (نہیں ہے۔ ت) اور لم یکن (نہیں ہوا۔ ت) کی جرأتیں، حق تو یہ ہے کہ بڑے شخص کا کام ہے۔

علامہ سیوطی سا محدث ان جیسی نظر واسع جنھوں نے دامنِ ہمت، کمرِ عزیمت پر چست باندھ کر جمع الجوامع میں تمام احادیثِ واردہ کے جمع واستیعاب کا قصد فرمایا، دیکھو حدیث اختلاف امتی رحمۃ (میری اُمت کا اختلاف رحمت ہے۔ ت) کی تخریج پر واقف نہ ہوئے اور جامع صغیر میں اسی قدر فرما کر خاموش رہے کہ شاید یہ حدیث کسی ایسی کتاب میں مروی ہوئی کہ ہم تک نہ پہنچی[1] پھر علامہ مناوی تیسیر میں اس کی تخریج، مدخلِ بیہقی و فردوسِ دیلمی سے تلاش ہی کر لائے[2] پھر ہم کو بایں بضاعت مزجاۃ، چھوٹا منہ بڑی بات، یہ دعوٰی کب زیب دیتا ہے مگر تصنیف[1] امام عبداللہ بن مبارک و تالیفات حافظ رزین محدث و کتاب الوفاء علامہ جوزی و شفاء الصدور علامہ ابن سبع و کتاب الشفاء فی تعریف حقوق المصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تصنیف علامہ قاضی عیاض و نسیم الریاض علامہ خفاجی و خصائص کبرٰی علامہ جلال الدین سیوطی و مواہب لدنیہ و منح محمدیہ امام علامہ قسطلانی و

---

[1] الجامع الصغیر تحت حدیث ۲۸۸ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۲۴

[2] التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث اختلاف امتی رحمۃ مکتبۃ امام الشافعی ریاض ۱/ ۴۹

www.alahazratnetwork.org



شرح مواہب علامہ زرقانی و مدارج النبوت شیخ محقق وغیرہا اسفارِ ائمہ دین وعلمائے محققین، آپ کے نزدیک معتبر نہیں یا جب تک بخاری مسلم میں ذکرِ مسئلہ نہ ہو قابلِ اعتبار متصور نہیں۔

فقیر حیران ہے جب حدیث کئی طریق سے مروی ہوئی اور چند ائمہ نے اسے تخریج کیا اور وہ مقتدایانِ ملت نے اس سے احتجاج فرمایا اور سلفاً خلفاً بے اعتراضِ معترض معقول رکھا، پھر نہ تسلیم کرنے کی وجہ کیا ہے؛ اگر بالفرض حدیث میں ضعف ہی مانا جائے، تاہم مرتبہ مقام پر نظر چاہئے کہ یہاں تضییق مطلوب ہے یا توسیع محبوب، صحت نہ سہی، کیا حَسَن سے احتجاج نہیں ہوتا؛ حَسَن بھی نہ مانو، کیا ضعفِ متماسک ایسی جگہ کام نہیں دیتا؛ آخر اقسامِ حدیث میں ایک قسم کا نام صالح بھی سنا ہوگا، اگر ماورائے صحاح سب بیکار ہیں تو حَسَن میں حسن اور صالح میں صلاحیت کس بات کی ہے انا للہ وانا الیہ راجعون (بیشک ہم اللہ تعالٰی کے لئے ہیں اور اسی کی طرف ہم کو لوٹنا ہے۔ ت)

**قولہ** مسلمان کو ایک جانب پر اصرار نہ چاہئے۔

**اقول** اگرچہ حق واضح ہو؛ یہ کلمہ عجیب وضع کیا، مسلمان کی شان وہ ہے جس سے رب تبارک وتعالٰی قرآن مجید میں خبر دیتا ہے؛

یستمعون القول فیتبعون احسنہ[1] جو کان لگا کر بات سُنیں پھر اس کے بہتر پر چلیں۔ (ت)

دامنِ ائمہ ہاتھ سے دے کر شاہراہِ یقین سے دُور پڑیئے اور شکوک وترددات کے کانٹوں میں اُلجھئے۔

اے عزیز! جب مسلمان نقی الایمان ادھر تو یہ سنے گا کہ اس باب میں احادیث وارد اور ارکینِ دین متین و اساطینِ شرع مبین کی تصانیف اس سے مملو ومشحون اور ادھر اس کے قلب کی حالتِ ایمانی جو تکثیر فضائل سید المحبوبین صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم جان سے پیاری ہے، بہ شوقِ تمام سرو قد استادہ ہو کر مرحبا گویاں اسے مسندِ آمنّا وصدقنا پر جگہ دے گی اور ادھر داعیۂ عقلِ سلیم انبعاثِ تازہ پاکر حکمِ قطعی لگائے گا کہ میرا محبوب سراپا نور ہے اور نور کا سایہ خِرد سے دُور، تو ان انوارِ پے در پے کی متواتر ریزشوں کے حضور شکوک واوہام کی ظلمت کیونکر ٹھہر سکے گی اور تیقنِ کامل کی روشنی چار جانب سے سراپا کو محیط ہو کر کس طرح اصرار واذعان کے رنگ میں نہ رنگ دے گی۔

ہم چھوٹی سی دو باتیں پوچھتے ہیں، شک کرنے والے کو حضور سرورِ عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے

---

[1] القرآن الکریم ۳۹ /۱۸

www.alahazratnetwork.org



نورِ بحت ہونے میں تامل ہے یا سایہ کو کثافت لازم ہونے میں تردد۔ اگر امرِ اول میں شک رکھتا ہے تو میں اپنی زبان سے کیا کہوں، صرف اپنے ایمان صرف غیر مشوب بالاوہام اور قضیۂ اشھد ان محمداً عبدہٗ و رسولہ (میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم اللہ تعالٰی کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ت) کے لازمی احکام سے حکم اپنا دریافت کرلے، اور امرِ دوم میں تردد ہے تو مفتیٔ عقل کی بارگاہ سے جنون و دیوانگی کا فتوٰی مبارک، اسی لئے ہم دعوٰی حتمی کرتے ہیں کہ اگر اس باب میں کوئی حدیث نہ آئی ہوتی، نہ کسی عالم نے اس کی تصریح فرمائی ہوتی، تاہم بملاحظہ ان آیات واحادیثِ متکاثرۂ متواترہ متظافرہ جن سے بالقطع والیقین سراپائے سید المرسلین صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نور صرف کانِ لطافت وجانِ اضارت ہونا ثابت، ہم حکم کرسکتے کہ حضور کے لئے سایہ نہ تھا، نہ کہ باوجود توافقِ عقل ونقل تسلیم میں لیت ولعل ہو (والعیاذ باللہ)۔

شک کرنے والا ہمیں نہیں بتاتا کہ اسے ردِّ احادیث وطرحِ اقوالِ علماء پر کون سی بات حامل ہوئی' کیا ایسے ہی اکابر کے اقوال' ان ارشادات کے صاف برخلاف، کہیں دیکھ پائے یا عقل نے نورِ محض کے سایہ ہونے کی بھی کوئی راہ نکالی' جو اس نے دلائل میں تعارض جان کر شک وتردد کی بناء ڈالی اور جب ایسا نہیں تو شاید عظمت قدرتِ الٰہی میں تامل یا وہی بدمذہبوں کا قیاس مقلوع الاساس کہ ما انتم الا بشر مثلنا[1] (نہیں ہو تم مگر ہماری طرح بشر۔ت) اس پر باعث ہوا، جب تو آفت بہت ہی سخت ہے' اللہ تعالٰی رحم فرمائے۔

| | |
|---|---|
| ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب[2] | اے رب ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر بعد اس کے کہ تُو نے ہمیں ہدایت دی اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطاکر، بے شک تُو ہے بڑا دینے والا۔(ت) |

**قولہٗ** اِدعائے وجودِ ظل میں ایہام سُوءِ ادب ہے۔

**اقول** الاٰن حصحص الحق[3] (اب حق واضح ہوگیا۔ت) اللہ تعالٰی نے حق بات کو عُلوٗ وغلبہ میں کچھ ایسی شانِ عجیب عطا فرمائی ہے کہ تشکیک وحیرت بلکہ تکذیب معاندت کی تاریکیوں

---

[1] القرآن الکریم ۱۴/ ۱۵
[2] " ۳/ ۸
[3] " ۱۲/ ۵۱

www.alahazratnetwork.org



میں بھی من حیث لا یدری اپنا جلوہ دکھا جاتی ہے، مجیب کو منع اصرار پر اصرار تھا، اب اقرار کرتے ہیں کہ وجودِ ظل ماننے میں ایہام سُوءِ ادب ہے، اور پُر ظاہر کہ ایہامِ گستاخی تو وہیں ہوگا جہاں عیب و منقصت کا پہلو نکلتا ہو، اب شرعِ مطہر سے پُوچھ دیکھئے کہ ایسی بات کا جزماً و قطعاً ردّ و انکار واجب یا سکوت و حیرت کی کشمکش میں مہمل چھوڑ دینا مناسب نہیں۔ اب تو آپ کے اقرار سے فرض قطعی ٹھہرا کہ سایہ ہونے کا اقرار بلیغ کیا جائے اور اس پر حد درجہ کا اصرار تام رکھا جائے کہ ہر اس خس و خاشاک سے جو ایہاماً و احتمالاً بھی بُوئے تنقیص دیتا ہو، ساحتِ نبوت کی تبریت اصولِ ایمان سے ہے اور بات بھی یہی ہے کہ جب سایہ کو کثافت لازم اور لطافتِ کاملہ عدمِ ظل کو مستلزم، تو بحکم مقدمۂ اولیٰ جسے عدمِ سایہ میں شک ہوگا وُہ درحقیقت سراپائے اقدس حضرتِ رسالت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ کی لطافت میں متردد ہے اور سایہ ماننے والا کثافت اور نہ ماننے والا کمال لطافت کا معتقد ہے پھر مسلمانوں کو نفیِ سایہ پر اصرار سے منع کرنا بعینہٖ یہ کہنا ہے کہ لطافتِ جرمِ والا کو یقینی نہ جانو اور عیاذاً باللہ کثافت بھی محتمل مانو۔ اب اس شک و ابدائے احتمال کا حکم بغایت شدید ہونا چاہئے تھا مگر خیر گزری کہ لازم مذہب، مذہب نہیں قرار پایا۔

**قولہٗ** اور اصرار بر عدم میں احتمالِ دعوٰی غیر واقع ہے۔

**اقول** احادیث صحاح بخاری و مسلم یکسر اُڑ گئیں، کہیں نہیں کہہ سکتے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ فرمایا یا ایسا کیا یا وہاں یہ واقعہ ہُوا کہ جب تک تواتر نہ ہو احتمالِ دعوٰی غیر واقعہ سب جگہ قائم، کچھ دنوں خدمتِ شرع نصیب رہے تو خوب واضح ہو جائے کہ احتمالات مجرّد جو مَناشی صحیحہ سے ناشی نہ ہوں یک لخت پایۂ اعتبار سے ساقط ہیں اور ان پر کسی طرح بنائے کار نہیں ہوسکتی ورنہ واجبات سے تو یکسر ہاتھ دھو بیٹھئے کہ قطع و یقین منافیِ وجوب اور بے تیقن اصرار معیوب، تیمم کے طریقے بالکل مسدود کہ ہر خاک و سنگ میں احتمالِ نجاست موجود، نصِ قرآنی یا احادیثِ متواتر میں تو ان ڈھیلوں کی پاکی مذکور نہیں، نہ یہ زمینیں ابتدائے خلقت سے ہر وقت ہمارے پیشِ نظر ہیں کہ عدمِ تنجّس پر یقین حاصل ہو، ہر نماز کے وقت ہر بار کپڑے پاک کرنا ضرور ہو کہ ممکن ہے کوئی ناپاکی پہنچی ہو اور ہمیں اطلاع نہ ہوئی ہو، وضو و غسل و غسلِ ثیاب آبِ غیر جاری سے رَوا نہ ہو کہ یہاں بھی وہی آتش کاسہ میں ہے، اکثر عورتوں خصوصاً زنانِ ہمسایہ و قرابت دار میں احتمال ہے کہ انھوں نے یا ان کی ماں یا باپ نے ناکح کی ماں کا دُودھ پیا ہو یا ناکح نے جس عورت کا دُودھ پیا اُس نے انھیں دُودھ پلایا ہو یا وُہ عورتیں ناکح کے باپ یا دادا یا نانا کی ممسوسہ یا منظورہ بصُوَرِ معہودہ ہوں، پھر نکاح کیونکر ہو سکے، اور جنھوں نے اس قاعدۂ جدیدہ سے ناواقفی میں کرلیا ہے ان پر متارکہ لازم ہو، قاضی شہادتِ شہود پر حکم نہیں کرسکتا، ممکن کہ گواہ جھوٹ

www.alahazratnetwork.org



بولتے ہوں یا انھیں صورتِ واقعہ یاد نہ رہی ہو الٰی غیر ذٰلك من المفاسد التی لاتحصٰی (اس کے علاوہ بے شمار فساد لازم آئیں گے۔ ت) غرض اس دو حرفی قاعدہ نے ایک عالم تہ وبالا کر ڈالا، دین و دُنیا کا عیش تلخ کردیا۔

عزیزا! یہ کہنا تو اس وقت رَوا تھا جب کوئی حدیث اس بارہ میں وارد نہ ہوتی، نہ کلماتِ علماء میں اس کا پتا چلتا، نہ وجودِ سایہ لطافتِ تنِ اقدس کے منافی ہوتا، یا یہ ہوتا کہ احادیث واقوال ایک پلّہ کے دونوں طرف ہوتے اور لطافتِ ثابتہ کسی طرف ترجیح نہ دیتی تو کہہ سکتے تھے کہ دلیل سے کچھ ثابت نہیں ہوتا اور ایک بات پر حکمِ حتمی میں احتمالِ نسبت غیر واقعی ہے اور مسئلہ اصولِ دین سے نہیں، نہ ہمارا کوئی عمل یا عقیدہ اس پر موقوف، پھر خواہ مخواہ خوض بیکار سے فائدہ؟ من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ[1] (کسی شخص کے اسلام کا حُسن یہ ہے کہ وہ بے مقصد باتوں کو چھوڑ دے۔ ت) ایسے ہی مقامات پر علمائے محتاط سکوت وتوقف کرتے اور تعارضِ دلائل ذکر کرکے اسی قسم کے کلمات لکھ دیتے ہیں، امثال مسائل تفاضلِ نسار وانبیاءِ جنّۃ وحالِ اطفالِ اصحابِ ضلال سے مجیب نے وہ لفظ سیکھ کر تحریر کر دیئے اور فرقِ مجتثین پر نظر نہ کی ہم زیادہ نہیں مانگتے ایک ہی جگہ دکھادیں کہ کوئی مسئلہ احادیث سے ثابت اور اقوالِ علماء سے نقلِ خلاف اس پر متظافر اور ایک حکم یقینی ایمانی مثل لطافتِ جسمِ نورانی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم اسے مستلزم اور اس کے سبب عقلِ نورانی وحبِ ایمانی حقیقتِ مسئلہ پر حاکم ہو، پھر کسی عالم معتبر نے وہاں توقف اختیار کیا ہو اور اصولِ دین سے نہ ہونے یا مخالفتِ واقع کے احتمال کو مانعِ تسلیم قرار دیا ہو ورنہ یہ نوتراشیدہ مضمون قابلِ توبہ واستغفار ہے۔ ربنا اغفرلنا وللمؤمنین جمیعا (اے ہمارے پروردگار! ہمیں اور تمام مومنوں کو بخش دے۔ ت)

**قولہ** مسئلہ اصولِ عقائد سے نہیں جس کے باب میں ہر شخص کو اہتمام ضرور ہو۔

**اقول** مجیب صاحب (سامحنا اللہ وایاہ بالعفو والمغفرۃ، اللہ تعالٰی عفو ومغفرت کے ساتھ ہم سے اور اس سے درگزر فرمائے۔ ت) نے اس چار سطر کے جواب میں عجب تماشا کیا ہے کہ اکثر دلیلیں جو قائم کیں ان کے صغرٰی کہ ظاہرًا تسلیم تھے لکھتے گئے اور کبرٰی کہ بدیہی البطلان تھے، مطوی فرما دیئے، مثلاً لکھا:

"محدثانِ اعلام نے اس کتاب کو معتبر نہیں مانا ہے۔"

---

[1] جامع الترمذی ابواب الزہد باب منہ امین کمپنی دہلی ۲/ ۵۵

www.alahazratnetwork.org



اور کبرٰے کہ جس کتاب کو محدثانِ اعلام نے معتبر نہ مانا ہو اس کی کوئی حدیث قابلِ احتجاج نہیں، ترک کر دیا، پھر لکھا:

"مصنف نے التزام تصحیح مافیہ نہیں کیا"۔

اور کبرٰے کہ جس مصنف نے یہ التزام نہ کیا اس کی حدیثیں مستند نہیں، ذکر نہ فرمایا، پھر لکھا:

"کسی حدیث کی معتبر کتاب میں الخ۔"

اور کبرٰے کہ جو مسئلہ کتبِ معتبرہ حدیث میں نہ ہو، قابلِ تسلیم نہیں، چھوڑ دیا۔ پھر لکھا:

"اصرار بر عدم میں احتمال الخ"۔

اور کبرٰے کہ جہاں یہ احتمال ہو اس میں توقف ضرور اور تسلیم بے جا، تحریر نہ کیا۔ اب اخیر درجہ یہ لکھا کہ:

"مسئلہ اصولِ عقائد سے نہیں"؛

اور کبرٰی کی طرف ان لفظوں سے اشارہ کیا:

"جس کے باب میں ہر شخص کو اہتمام ضرور ہو۔"

صاف کہا ہوتا کہ جو مسئلہ اصولِ عقائد سے نہیں اس میں اہتمام کی کچھ حاجت نہیں۔ سبحان اللہ! ایک ذرا سے فقرہ میں تمام مسائلِ فقہیہ کی بیخ کنی کر دی کہ وہ بداہۃً فروع ہیں نہ اصول، پھر ان کا اتباع محلِ اہتمام سے معزول اور واجبات وسُنن کا تو پتا نہ رہا کہ انھیں عقدِ قلب سے کب بہرہ ملا، اب شاید بعد ورودِ اعتراض یہ تخصیص یاد آئے کہ ہمارا کلام مسائلِ غیر متعلقہ بجوارح میں ہے۔

**اقول** اب بھی غلط، متکلمین تصریح کرتے ہیں، مسائل خلافت اصولِ دینیہ سے نہیں، مواقف و شرح مواقف میں ہے:

(ولما توفاہ) اشارۃ الی مباحث الامامۃ فانھا وان کانت من فروع الدین الا انھا الحقت باصولہ دفعا للخرافات اھل البدع والاھواء وصونا للائمۃ المھتدین عن مطاعنھم (وفق اصحابہ لنصب اکرمھم واتقٰھم) یعنی ابابکر رضی اللہ تعالٰی عنہ[1] اھ ملخصًا۔ وفیہ من المصدر

(شارح فرماتے ہیں) لما توفاہ، امامت کی بحث کی طرف اشارہ ہے، اگرچہ مسئلہ فروعِ دین سے ہے مگر اہلِ ہوا اور بدعتیوں کے خرافات کو دفع کرنے کے لئے اور ائمہ دین کو ان کے طعن سے بچانے کے لئے اصولِ دین سے ملحق کر دیا (کہ تمام صحابہ کرام اپنے سے اتقی واکرم یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کی امامت پر متفق ہو گئے) موقف خامس میں ہے

[1] شرح المواقف خطبۃ الکتاب منشورات الشریف الرضی قم ایران ۱/۲۱ و ۲۲

www.alahazratnetwork.org



الرابع من الموقف الخامس فی الامامۃ و مباحثہا لیست من اصول الدیانات و العقائد خلافاً للشیعۃ [1] اھ ۔

مقصدِ رابع امامت میں ہے امامت کی بحث اصولِ عقائدِ دین میں سے نہیں ہے بخلاف شیعوں کے (کہ اُن کے نزدیک اصولِ دین سے ہے) اھ (ت)

کیا یہ قاعدۂ مخترعہ یہاں بھی اہتمام ضروری نہ رکھے گا اور اقرار و انکار امامت ائمہ کو یکساں کر دے گا، ایران و مسقط کو مژدۂ تہنیت، اب چین سے اپنا کام کیجئے، خلافتِ راشدہ خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالٰی عنہم میں شوق سے کلام کیجئے، تیرہ صدی کی برکت سُنّیوں کی ہمت، اب انھیں اِن مباحث سے کام ہی نہ رہا۔ حقیقت خلافت کا اہتمام ہی نہ رہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون (بیشک ہم اللہ تعالٰی کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا ہے۔ ت)

فقیر کو حیرت ہے باوجود توافقِ عقل ونقل و ورودِ احادیث وشہادتِ ائمہ عدل و اقتضائے خرد بیانی بحکم لطافت جرمِ تورانی و تاکیدِ محبت سیّدِ اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قبول سے کیا چارہ اور ترکِ اصرار و اہتمام کس کا یارا، اور یہ بھی نہیں کُھلتا کہ لفظ "ہر شخص" فرما کر عمومِ سلب سے سلبِ عموم کی طرف کیوں ہوا! کیا بعض کو اہتمام ضروری بھی ہے؟ اور ایسا ہو تو وہ بعض معیّن ہیں یا غیر معیّن؟ بر تقدیرِ ثانی کلام، مقصودِ رہ منعکس و منقلب ہو جائے گا اور تحرز عن الوقوع فی المحذور ہر شخص کو اہتمام ضرور قرار پائے گا اور پہلی شق پر حکمِ احکم لتبیننہ للناس [2] (کہ تم ضرور اُسے لوگوں سے بیان کر دینا۔ ت) کا انقیاد ہو، اس تعیین کی تبیین، پھر اُس پر دلیلِ مبین ارشاد ہو۔

وصلی اللہ تعالٰی علٰی سیدنا محمد البدر و اٰلہ واصحابہ النجوم والعلم بالحق عند اللہ ربنا تبارک وتعالٰی واھب العلوم استراح القلم من ھذا التنمیق الانیق فی العشرۃ الوسطٰی من ذی الحجۃ المحرم سنۃ ۱۲۹۷ (سبع وتسعین بعد الالف و

اللہ تعالٰی درود نازل فرمائے ہمارے آقا محمد مصطفٰی پر جو چودھویں کے چاند ہیں اور آپ کے آل و اصحاب پر جو روشن ستارے ہیں۔ حق کا علم اللہ تعالٰی کے پاس ہے جو ہمارا پروردگار ہے اور علوم عطا فرمانے والا ہے۔ اس عمدہ تحریر کی تزیین سے قلم نے حُرمت والے مہینے ذوالحجہ کے درمیانی عشرے کے اندر ۱۲۹۷ھ کو ایک ہی

---

[1] شرح المواقف المرصد الرابع منشورات الشریف الرضی قم ایران ۸/ ۳۴۴

[2] القرآن الکریم ۳/ ۱۸۷

www.alahazratnetwork.org



المائتین) فی جلسۃ واحدۃ فی البلدۃ المطھرۃ مارھرۃ المنورۃ بجنب مزارات الکرام البررۃ ساداتنا و مشائخنا العرفاء الخیرۃ افاض اللہ علینا من نفحات فیوضھم العطرۃ اٰمین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

نشست میں راحت حاصل کی۔ شہر پاک مارہرہ منورہ میں آرام فرمانے والے ان اولیائے کرام کے مزاراتِ مقدسہ کے پہلو میں یہ تحریر لکھی گئی جو ہمارے سردار و مشائخ عارفین گرامی قدر ہیں۔ اللہ تعالٰی ان کے فیوضِ معطرہ کی خوشبوئیں ہمیں عطا فرمائے، آمین! تیری رحمت کے ساتھ اے بہترین رحم فرمانے والے۔ (ت)

# فصلِ دوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

نقلِ تحریریکہ الحال از ریاست محمد آباد، عمر اللہ بالرشد والسداد وصانہا عن الشر والفساد سلسلۂ سخن را جنبشِ تازہ داد۔

نقل تحریر از ریاست محمد آباد جس نے سلسلۂ سخن کو تازہ جنبش دی، اللہ تعالٰی اس ریاست کو ہدایت و درستگی کے ساتھ آباد رکھے اور اس کو شر و فساد سے بچائے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

الحمد للہ رب العٰلمین والصلٰوۃ والسلام علٰی رسولہ محمد و اٰلہ واصحابہ اجمعین، امابعد مردم میگویند کہ برائے شخصِ مبارک عالی حضرت رسالت پناہی، نبوت دستگاہی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سایہ ظل چنانچہ جملہ اجسام واجرامِ کثیفہ ولطیفہ رامی باشد نبودہ است کہ از ابتدائے خلقت حضرت رسالت پناہی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تا آخر لقائے رب العٰلمین تعالٰی شانہٗ، ہمچناں بود بے سایہ و بے ظل گزرانیدہ اند۔

تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ درود و سلام نازل ہو اس کے رسول محمد مصطفٰی پر، آپ کی آل پر اور آپ کے تمام صحابہ پر۔ بعدازاں لوگ کہتے ہیں کہ جس طرح تمام اجسام کثیفہ و لطیفہ کے لئے سایہ ہوتا ہے ایسا سایہ حضرت عالی مرتبت، رسالت پناہ، نبوت دستگاہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے جسم مبارک کے لئے نہیں تھا، اور یوں بھی کہتے ہیں کہ پیدائش سے آخر عمر تک ہمیشہ سایہ نہ تھا۔

www.alahazratnetwork.org



فقیر میگوید کہ ایں معجزہ در کتابیکہ لائقِ اعتماد
باشد و اہلِ سند و اسناد آنرا بسندِ صحیح بیان
کردہ باشند، ندیدہ ام در کتابِ صحاح و سنن
کہ مروّج انداز کسے نشنیدہ ام کہ ثبوت کردہ اند و
آنچہ اہلِ سِیَر و مغازی بیان میکنند اعتمادِ آں
چنانچہ اہلِ حدیث راہست، معلوم پس ہر کرا
از اہلِ علم ثبوت آں از روئے سندِ صحیح از کتاب و سنن بیان
فرمایند، اجرِ آں از فقیر از خداوند تعالیٰ مامول
دارند فقط۔

فقیر کہتا ہے کہ یہ معجزہ کسی ایسی کتاب میں جو لائقِ
اعتماد ہو اور اہلِ سند و اسناد نے اسے بسندِ صحیح
بیان کیا ہو، میں نے نہیں دیکھا، کتبِ صحاح و سنن
میں کسی سے نہیں سُنا کہ ثابت کیا ہو۔ اہلِ سیر و
مغازی جو بیان کرتے ہیں اس پر جیسے کہ محدث کو
اعتماد ہے، معلوم ہے، لہٰذا تمام اہلِ علم کو چاہیے
کہ اس کا ثبوت از روئے سندِ صحیح کتاب و سنت
سے بیان فرمائیں، اس کا اجر فقیر سے خداوند تعالیٰ
سے امید رکھیں۔ فقط

کتبہ ابو عبد اللہ محمد عفی عنہ

## بازاہتزازِ نسیمِ ایمانی بپامالِ فصلِ خزانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ خالق الظل والحرور جاعل
الظلمٰت والنور، ثم الذین کفروا
بربھم یعدلون والصلٰوۃ و
السلام علی السراج المنیر فی
نادی القلوب، القمر المنزہ عن کل
کلف وخسوف ومحاق وغروب،
ثم الذین فجروا عن نورہ یعمھون
وعلٰی آلہ النجوم واصحابہ مصابیح
العلوم مالم یکن للارمد عند
ضوء العین سکون، سایہ پروردۂ دامنِ ناسزائی،
روئے نادیدۂ نیرِ دانائی، فقیرِ ناسزا،
رونقِ بازارِ معاصی فزا، سر بگریبان فکرِ جزا،

## فصلِ خزانی کی پامالی کیلئے نسیمِ ایمانی کی پُروائی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو سائے اور
دھوپ کا خالق اور ظلمت و نور کو پیدا فرمانے والا ہے۔
پھر کافر لوگ اپنے رب کے برابر ٹھہراتے ہیں۔ اور
درود و سلام نازل ہو دلوں کی مجلس کو چمکانے والے
آفتاب پر اور اس ماہتاب پر جو چھاؤں، گرہن،
مٹ جانے اور غروب ہونے سے پاک ہے۔ پھر
نافرمان لوگ اس کے نور سے بے بہرہ ہیں، اور
ان کی آل پر جو ستارے ہیں اور اصحاب پر جو علوم کے
چراغ ہیں۔ آشوبِ چشم والے کو سورج کی روشنی
کے وقت سکون نہیں ہوتا۔ دامنِ نالائقی کے سایہ
میں پرورش پانے والا، خورشیدِ دانائی کا چہرہ
نہ دیکھنے والا، گناہ افزا بازار کی رونق، فکرِ جزا میں

www.alahazratnetwork.org





عبدالمصطفٰی معروف بہ احمد رضا غفر اللہ لہ ما یجری منہ وما مضٰی، خدائے خود را بہ یکتائی ومصطفائے وے را بہ بے ہمتائی ستودہ مہرِ بہشتی چہرِ تحقیق وآفتابِ جہاں تابِ تدقیق را، چناں بریزش امطارِ انوار، و بارشِ اضواءِ نصف النہارے آرد کہ پیشترک از ورودِ ایں جوابِ سوال نما وعرضِ اعراض فزا ووفاقِ شقاق آمود، ولطفِ عتاب آلود، فقیر حقیر درہمیں مسئلہ پیش آیندہ دو ستارہ تابندہ از آفاقِ سخن سرائے، باشراقِ جلوہ نمائے، آوردہ ام یکے کالشمس وضحٰہا ودگر کالقمر اذا تلٰہا ہر کہ چشمے دارد از رمد پاک، ودلی پذیرائے نور ادراک، بصر وبصیرتش را از تجلیہائے ظلمت روائش نیکوترین بہرہ وریہا مہیا ومہنا باد، عزیزانِ نو کہ طرحی تازہ افگندہ اند وراہے جدید پیش گرفتہ، اگر با اینہا نیز برسم چالشگری دمے چند آویزشی کنیم، یارب بر خاطرِ خردہ بینانِ خرد پرور ودقت گزینانِ بالغ نظر، بے گوارش مرداد، آمین، وباللہ ثم برسولہٖ نستعین، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

**قولہ** مردم میگویند الخ۔

**اقول** ائمہ دین یا عوام مقلدین علی الاول

پریشان، عبدالمصطفٰی معروف بہ احمد رضا (اللہ تعالٰی اس کی آئندہ وگزشتہ کوتاہیوں کو معاف فرمائے) اپنے خدا کو یکتا ولاشریک ہونے اور اُس کے مصطفٰی کو بے مثل ہونے کی توصیف کے بعد بہشتی چہرہ والے آفتابِ تحقیق اور جہان کو روشن کردینے والے خورشید کو اس طرح انوار واضوار کی برسات کے ساتھ لاتا ہے کہ تمہارے سوال کے جواب اور رُوگردانی بڑھانے والی عرض اور خلاف پُرموافقت اور عتاب آلود نرمی سے کچھ پہلے فقیر حقیر نے اس زیرِ نظر مسئلہ کے متعلق سرائے سخن کے کناروں سے دو چمکتے ہوئے ستارے لائے ہیں، ایک کالشمس وضحٰہا اور دوسرا کالقمر اذا تلٰہا، جو شخص صحتمند آنکھ اور قابلِ نورِ علم دل رکھتا ہے اس کی بصارت وبصیرت کو ان ستاروں کی کاشفِ ظلمات تجلیات سے اچھی طرح کامیابیاں مہیا ومبارک ہوں۔ نئے پیاروں نے جو تازہ طرح ڈالی اور نیا راستہ اختیار کیا، اگر ہم بھی ان کے ساتھ لطیفہ جیسے کو تیسا (ترکی بہ ترکی) مقابلہ کریں تو اے خدا! نکتہ داں عقلمندوں اور باریک بیں بالغ نظروں کے دل پر احساسِ تلخی، انصاف! آمین! اللہ تعالٰی سے پھر اس کے رسول صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ہم مدد چاہتے ہیں، بلندی وعظمت والے خدا کی توفیق کے بغیر نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی نیکی کرنے کی قوت۔

**قولہ** لوگ کہتے ہیں الخ

**اقول** لوگوں سے مراد ائمہ دین ہیں یا عوام

www.alahazratnetwork.org



بخلاف مقصود از در نقیض آمدن ست، و استیناس
نقد، بہ لباسِ اسد، خواستن، مگر ارشادِ ائمہ
بسند نیست، کہ دلیلے دیگر جوئی، یا ایں راہ بمنزل حضرت
سلمٰی نمیرود کہ بر شعبے جداگانہ پوئی۔ من فقیر
گمان برم و ناراست نمی برم کہ اِن شاء اللہ تعالٰی
روئے توجہ بسوئے مقدمۂ ثالثہ تحریر
ثانی تافتن ہماں باشد، و ایں وسوسہ را
جوابِ شافی و علاجِ کافی یافتن ہماں،
آخر نہ خدائیکہ حضراتِ عالیہ ایشاں را
بر سریرِ امامت و اورنگ زعامت جائے داد
و بحکم الخراج بالضمان[1] ثقل
تحمل اعبائے گرانبار فاعتبروا یاولی
الابصار[2] بر ذمتِ ہمتِ ایشاں
نہاد و ضعف و ناتوانی ما عامیان نادیدہ
رو و بدست کم دانشی گرد دید و بفحوائے
ان مع العسر یسرا[3]
و ما جعل علیکم فی الدین
من حرج[4] خوانِ نعمت
فاسئلوا اھل الذکر
ان کنتم لا تعلمون[5]

مقلدین؛ اگر ائمۂ دین مراد ہیں تو پھر یہ خلافِ مقصود کی
طرف آنا اور لباسِ شیر میں اُنسِ نقد طلب کرنا ہے،
کیا ائمہ کرام کا ارشاد ناکافی ہے کہ دوسری دلیل طلب
کرتے ہو یا ائمہ دین کا یہ راستہ مطلوب تک نہیں
پہنچتا، اس لئے علیحدہ پگڈنڈیوں پر بھٹکتے پھرتے ہو؟
میں گمان کرتا ہوں اور درست گمان کرتا ہوں کہ ان شاء اللہ
تعالٰی توجہ کا رُخ تحریر ثانی کے مقدمۂ ثالثہ کی طرف
ہی پھیرنا ہوگا اور تمہارے اس وسوسہ کا وہی جواب
شافی و علاج کافی ہوگا۔ آخر خداوند تعالٰی نے حضرات
عالی شان کو امامت کے تختوں اور سرداری کی مسندوں
پر مقام عطا نہ فرمایا اور الخراج بالضمان (خراج
ضمان کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ت) کے فیصلہ کے
مطابق فاعتبروا یااولی الابصار (تو عبرت لو
اے نگاہ والو۔ ت) کے گرانوں کا بوجھ برداشت
کرنا ان کے ذمۂ ہمت پر نہ رکھا؟ اور ہم نادیدہ رو
کی کمزوری کو اور کم علمی کے ہاتھ گروی شدگان کو
نہ دیکھا اور بہ مقتضائے ان مع العسر یسرا
(بے شک دشواری کے ساتھ آسانی ہے۔ ت)
اور وما جعل علیکم فی الدین من
حرج (اور تم پر دین میں کچھ تنگی نہ رکھی۔ ت)

---

[1] جامع الترمذی ابواب البیوع باب ماجاء من یشتری العبد ویستغلہ الخ امین کمپنی دہلی ۱/ ۱۴۵
[2] القرآن الکریم ۵۹/ ۲
[3] القرآن الکریم ۹۴/ ۶
[4] " " ۲۲/ ۷۸
[5] " " ۱۶/ ۴۳ و ۲۱/ ۷

www.alahazratnetwork.org



چید۔

اے خوشا کسیکہ بحکم ان اللہ تصدق علیکم فاقبلوا صدقتہ[1] فرمان ایں صلائے جانفزا پذیرفت، واز کشاکش لِمَ وکیف پاک رُست و بدا کسیکہ بہ ناکامیٔ اما ھذا فقد اعرض فاعرض اللہ عنہ[2] کار بر خود دشوار کرد و پائے از اندازۂ گلیم بیروں کشیدن جست ؎

آفتاب اندر میان آنگہ کہ میجوید سُہا

نعمت فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون (تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمھیں علم نہ ہو۔ ت) کا خانچہ نہ چنا؟

دوستو! بہت ہی خوش نصیب ہے وہ جس نے بر تقاضائے ان اللہ تصدق علیکم فاقبلوا صدقتہ (بے شک اللہ نے تم پر صدقہ کیا تو اللہ تعالٰی کے صدقہ کو قبول کرو۔ ت) اس روح فزا فرمان کو قبول کیا اور چون وچرا کے چکر سے خلاص ہوا؛ اور بہت بدبخت ہے وُہ جس نے اما ھذا فقد اعرض فاعرض اللہ عنہ (لیکن اس نے اعراض کیا تو اللہ تعالٰی نے اس سے اعراض فرمایا۔ ت) کی ناکامی کے سبب اپنے اوپر کام مشکل کرلیا اور اندازۂ گودڑی سے پاؤں باہر کھینچ لئے ؎

آفتاب اندر میان آنگہ کہ میجوید سُہا

(آفتاب موجود ہو تو سُہا کو کون تلاش کرتا ہے)

**فائدہ:** بنات النعش میں ایک باریک ستارہ ہے جس کو سُہا کہتے ہیں۔

وعلی الثانی یارب معوّ سیدنا وابن سیدنا حبر الامہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما وحضرت ذکوان تابعی وامام ہمام حجۃ اللہ فی الانام

اور دوسری شق پر (بصورت عوام مقلدین) پناہ بخدا! کیا سیدنا عبداللہ بن عباس، حضرت ذکوان تابعی، عبداللہ بن مبارک، امام ابن الجوزی، ابن سبیع،

---

[1] صحیح مسلم کتاب صلٰوۃ المسافرین وقصرھا قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۴۱
سنن ابی داود باب صلٰوۃ المسافر آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۱۷۰
جامع الترمذی ابواب التفسیر تحت آیۃ ۴/۱۰۱ امین کمپنی دہلی ۲/۱۲۸
سنن ابن ماجۃ باب تقصیر الصلٰوۃ فی السفر ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۷۶

[2] صحیح البخاری کتاب العلم باب من قعد حیث ینتہی بہ المجلس قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۶
صحیح مسلم کتاب السلام باب من اتی مجلسا فوجد فرجۃ الخ " " " ۲/۲۱۷

www.alahazratnetwork.org



عبداللہ بن مبارک وامام حافظ شمس الملۃ والدین ابوالفرج ابن الجوزی وامام علامہ ابن سبع وحافظ رزین محدث وامام الامہ حافظ الشرق والغرب مولانا جلال الملۃ والحق والدین ابوبکر سیوطی وامام علام عاشق المصطفٰی سید الحفاظ جبل الشرع والدین حبل اللہ المتین قاضی عیاض یحصبی وامام ربانی احمد بن محمد خطیب قسطلانی وفاضل اجل محمد بن عبدالباقی زرقانی وعلامہ فہامہ شہاب الملۃ والدین خفاجی وشیخ محقق سیدنا عبدالحق محدث دہلوی وغیرہم ائمہ دین وجہابذ قادہ ناقدین رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم اجمعین ونفعنا ببرکاتہم فی الدنیا والدین را معاذ اللہ درسلک عوام منخرط شمارند یا فصوص نصوص ایشاں را از زنگ غلط منزہ نہ پندارند، ان ھذا لشیئ عجاب۔

حافظ رزین محدث، علامہ جلال الدین سیوطی، قاضی عیاض، امام احمد قسطلانی، علامہ زرقانی، علامہ خفاجی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی وغیرہم کو معاذ اللہ عوام میں شمار کرتے ہیں، یا ان کے نگینہ ہائے نصوص کو زنگِ اغلاط سے مصفّٰی ومبرا گمان نہیں کرتے ان ھذا لشیئ عجاب (بے شک یہ عجیب بات ہے)۔

**قولہ** چنانچہ جملہ اجسام واجرام کثیفہ ولطیفہ را مے باشد۔

**قولہ** جیسا کہ تمام اجسامِ کثیفہ ولطیفہ کے لئے ہوتا ہے۔

**اقول** نازم ایں کلیتِ مطلقہ واحاطتِ مستغرقہ را کہ بہجوم عموم واغراق اطلاقش بر سنگلاخ کثافت بس نکردہ خیمہ تا بسرحدِ لطافت کشید، مانا کہ عزیزاں از حقیقت ظل آگاہی ندارند۔ اے مخاطب! سایہ پروردگار مگر دانی کہ سایہ چیست؟ نیرے تافتن آغاز کرد وبہ ہر جا بساطِ نور گسترد، واجسامے از میان خاستہ ونفوذِ اشعہ را مانع آمدہ اینہا پردہ فرو ہشت، وپردگی از نور مہجور گشت، ہوائے متوسط کہ حکم مقابلت وشدتِ قابلیت، از تنور واستضاءت بہرہ

**اقول** اس کلیتِ مطلقہ اور احاطہ مستغرقہ پر ناز کہ اِس اطلاق کو سنگِ کثافت پر ہی بند نہ رکھا، حدِ لطافت تک کھینچ ڈالا، شاید وہ دوست سایہ کی حقیقت سے آگاہ نہیں ہیں۔ اے ناز ونعمت میں پلے ہوئے مخاطب! شاید تمھیں معلوم ہے سایہ کیا شَے ہے؟ سورج چمکنے لگا، ہر جگہ نور کی چادر بچھا دی، درمیانی اجسام رکاوٹ بنے اور روشنی کے آگے پردہ لٹکا دیا، پردگی نور سے مہجور ہوگئی، ہوائے متوسط نے بسبب مقابلہ وشدتِ قابلیت روشنی سے کافی حصہ لیا اور اس

www.alahazratnetwork.org



کافی ربود، آں محروم را نیز پارہ از انجلاء ارزانی نمود۔

محروم کو بھی روشنی کا کچھ حصہ عطا کیا۔

ایں ضوء ثانی را ظل نامند و نیکو روشن کہ ایں معنٰی بے حجب، وحجب بے منعِ نفوذ، ومنعِ نفوذ بے کثافت صورت نہ بندد، و اوفزاہ اگر ایں اطلاق راست باشد اشراقِ ارض محال گردد کہ میان فاعل و قابل جرمِ آسمان حائل، بلکہ ہم از مدعا نقیضِ مدعا لازم آید کہ چوں جسمے ہمچو فلک درمیان ست، استنارۂ ہوا کہ مضیٔ ثانی ست خود چہ امکان ست، پس از رُوئے زمین تا سطحِ آسمان ہیچ جسمے را سایہ نباشد، والسالبة الجزئیة تناقض الموجبة الکلیة وتقیید مرئی بودن کہ حاجب نباشد مگر از مبصرات با آنکہ تخصیص بعد الاعتراض ست در امثال ہوا و نار جاری۔

اس دوسری روشنی کو ظل کہتے ہیں اور خوب ظاہر کہ یہ معنٰی بے پردہ اور پردہ بلا منعِ نفوذ اور منعِ نفوذ کثافت کے سوا ناممکن ہے۔ ہائے زیادتی! اگر یہ اطلاق درست ہو تو زمین کا روشن ہونا محال ہوجائے اس لئے کہ سورج اور زمین کے درمیان جسمِ آسمان حائل ہے بلکہ تمہارے دعوٰی سے ہی تمہارے مدعٰی کی نقیض لازم آتی ہے کہ جب آسمان جیسا جسم درمیان ہے تو ہوا جو ثانوی درجہ میں روشن ہے، کیسے ممکن کہ روشن ہو، لہٰذا رُوئے زمین سے آسمان تک کسی جسم کا سایہ نہ ہو والسالبة الجزئیة تناقض الموجبة الکلیة (اور سالبہ جزئیہ موجبہ کلیہ کی نقیض ہے۔ت) اور چونکہ جو چیزیں نظر آتی ہیں وہی پردہ بنتی ہیں اس لئے مرئی ہونے کی قید لگانا، باوجودیکہ بعد از اعتراض ہے صرف ہوا اور آگ جیسی اشیاء میں جاری ہے۔

اما نامرئی بودن آسمان مسلم نداریم، واز شہادتِ بصر و ظواہرِ نصوص چرا روئے برتابیم، ما اسلامیاں را با خرافاتِ فلاسفۂ ناہنجار و افسانۂ عالمِ نسیم و کرۂ بخار چکار، و ہمچو ادعاہائے نامنتظم را پیش ظواہر قرآن و حدیث چہ قیمت وکدام وقعت؟

بہرحال آسمان کا غیر مرئی ہونا ہم نہیں مانتے، ہم کیونکر عینی شہادت اور ظاہرِ نصوص سے رُوگردانی کریں، ہم اہلِ اسلام کو بے راہ فلسفہ کی خرافات اور کرۂ ہوا و بخار سے کیا کام؟ اور ایسے بے سروپا دعاوی کی قرآن وحدیث کے ظاہر مفہومات کے سامنے کیا قیمت اور کیسی وقعت؟

قال اللہ تبارك وتعالٰی ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح[1]. و

اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور بیشک ہم نے نیچے کے آسمان کو چراغوں سے آراستہ کیا، اور

[1] القرآن الکریم ۶۷/ ۵

www.alahazratnetwork.org



معلوم ست کہ ازیں قسم زین وشین جز در مبصرات راست نیاید، بادرانہ از پوشاک مہوشان زریں کمر زیختے، نہ از خرقہ گدایان دلق در بروصمتے، بلکہ اگر نیکو بنگری در اجسام کثیفہ نیز عموم بجائے خود نیست، کہ میان حجب وکثافت عموم و خصوص مطلق ست، جسم مثلث اگرچند کثیف باشد سایہ ندارد، نہ در آفتاب، نہ در ماہتاب، کہ بہمیں معنے ایمائے لطیف فرمودہ اند در کریمۂ انطلقوا الٰی ظل ذی ثلٰث شعب ⁰ لاظلیل ولا یغنی من اللھب[1] ⁰ کما استنبطہ الامام العلامۃ السیوطی فی تفسیر الاکلیل فی استنباط التنزیل[2]۔

معلوم ہے کہ اس قسم کی زینت وعیب مبصرات کے سوا کسی چیز پر صادق نہیں، مثلاً کوئی کیسا ہی مہ روزرق برق لباس پہن کر سنہری کمربند باندھے ہوا میں کھڑا ہوجائے تو ہوا کے لئے وہ زینت نہیں کہلاتا اور اگر کوئی منگتا پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے ہو تو وہ ہوا کیلئے عیب نہیں کہلاتا (کیونکہ ہوا مبصر نہیں) بلکہ اگر بغور دیکھیں تو اجسامِ کثیفہ میں بھی عموم نہیں کیونکہ حاجب بننے اور کثیف ہونے میں عموم و خصوص مطلق ہے، چنانچہ جسم مثلث کا سایہ نہیں ہوتا خواہ کتنا ہی کثیف ہو نہ دھوپ میں نہ چاندنی میں، آیۂ کریمہ انطلقوا الٰی ظل ذی ثلٰث شعب لا ظلیل ولا یغنی من اللھب (چلو اس دھوئیں کے سائے کی طرف جس کی تین شاخیں ہیں نہ سایہ دے نہ لپٹ سے بچائے) میں مفسرین کرام نے اسی معنی کی طرف لطیف اشارہ بیان فرمایا ہے کما استنبطہ الامام العلامۃ السیوطی فی تفسیر الاکلیل فی استنباط التنزیل (جیسا کہ امام علامہ سیوطی علیہ الرحمۃ نے تفسیر الاکلیل فی استنباط التنزیل میں اس کو مستنبط فرمایا ہے۔

اللّٰھم! مگر شبہا دیدہ باشند کہ از شعلۂ شمع باآنکہ نار جرمے لطیف ست سایہ سرمے زند وبحکم عدم فارق دست بدامنِ اطلاق زدند، و بے باصل کار نبردہ کہ آنچہ مے بینند

یااللہ! شاید انھوں نے رات کو دیکھا ہوگا کہ شعلۂ شمع سے سایہ پیدا ہوتا ہے باوجودیکہ آگ جسمِ لطیف ہے اور اس سایہ کو آگ کا سایہ سمجھ کر بحکم عدمِ فارق (بین الاجسام اللطیفہ) دامنِ اطلاق پر ہاتھ مارا اور حکمِ کلی لگا دیا اور

---

[1] القرآن الکریم ۷۷/ ۳۰ و ۳۱

[2] الاکلیل فی استنباط التنزیل تحت الآیۃ ۷۷/ ۳۰ و ۳۱ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ ص ۲۱۹

www.alahazratnetwork.org



ظلِ دخان ست، نہ سایۂ نیراں۔

**قولہٗ** وگاہے ازابتدائے خلقت الخ

**اقول** ہمچنیں ست واطلاقِ دلائل مارا بسند، ہرکہ ابدائے تخصیص کند مدعی اوست و بارِ ثبوت برگردنِ او، شاید برعکسِ نفس الامر از دستیاری قوتِ واہمہ در آئینہ تخیل عزیزاں مرتسم شدہ باشد کہ بایں تنصیص عولیص نافیانِ ظل را در اثباتِ نفی گونہ صعوبتے روئے خواہد نمود کہ تبیین دائمہ از تقریر مطلقہ عامہ مشکل تراست، اما ندانستہ کہ ذہن سامع درچنیں مقام از سلب ناموقت جز بادامت سلب تبادر نکند، وخلافش کہ خلافِ ظاہر ست محتاج بردلیل باشد، و اظلالِ سُحُب را کہ علماء غیر دائم گفتہ اند ازیں جہت ست کہ احادیثِ صحیحہ بہ سایہ کردن صحابۂ کرام باردیۂ خودشان ومیل اشجار بہ غصون آنہا برسرِ حضور سیدالانس والجان صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ناطق شدہ، اینجانیز اگر حدیثے معتمد برثبوت سایہ گواہی دہد آنگاہ از دوام سلب بہ سلب دوام نقل و عدول، متصور و معقول، ورنہ از معرض قبول بمراحل معزول، معہذا نورانیت جسم انور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بحمد اللہ قاطع وساوس و قامع ہواجس آمدہ ست،

اصل حقیقت نہ سمجھ سکے کہ یہ نظر آنے والا سایہ سایۂ دخان ہے، آگ کا سایہ نہیں۔

**قولہٗ** کبھی ابتدائے آفرینش سے الخ

**اقول** یہی صحیح ہے اور ہمارے لئے اطلاقِ دلائل دلیل کافی ہے، جو تخصیص کرتا ہے وہ مدعی ہے اور بارِ ثبوت اس کی گردن پر، شاید نفس الامر کے خلاف قوتِ وہمیہ کی مدد سے ان کے آئینۂ تخیل میں یہ بات آئی ہوگی کہ اس مطالبۂ تنصیص سے نافیانِ ظل کے لئے اثباتِ نفی میں بہت مشکلات پیش آئیں گی کیونکہ دائمہ کا اثبات مطلقہ عامہ کے اثبات سے بہت زیادہ مشکل ہے مگر وہ یہ نہ سمجھ سکے کہ سامع کا ذہن ایسے مقامات میں سلب غیر موقت سے سلب دوامی چھوڑ کر کسی بھی اور شَے کی طرف متوجہ نہیں ہوتا اور اس کا خلاف جو خلافِ ظاہر ہے وہی محتاج دلیل ہے۔ اور (آپ پر) بادلوں کے سایہ کو علماء نے اس لئے غیر دائمی فرمایا کہ صحابۂ کرام کا چادروں سے اور درختوں کا اپنی شاخیں جھکا کر سایہ کرنا سرکارِ دوعالم صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے سرِ انور پر، احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہوچکا ہے۔ اگر اس مسئلہ میں بھی کوئی معتمد حدیث گواہی دے تو اس وقت دوامِ سلب سے سلبِ دوام کی طرف عدول متصور ومعقول ہوگا ورنہ معرضِ قبول سے کوسوں دور، اور اس کے ساتھ ہی نبیِ اکرم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے جسمِ انور کی نورانیت بحمد اللہ قاطعِ وساوس و قامعِ ہواجس آئی ہے،

www.alahazratnetwork.org



و باللہ التوفیق۔

**قولہ** ایں معجزہ درکتابیکہ لائقِ اعتماد باشد الخ۔

**اقول** اے کاش آنکہ آفتاب نہ بیند بارے از انکارِ خامشی گزیند، نہ آنکہ بر بینندگان خروشد، یا در بزمِ آناں نکتہ فروشد کہ سلامت در سکوت ست، و مجازف در انجام مبہوت، مگر تصانیف ائمہ ممدوحین اعتماد را نشاید، یا در جلوہ گاہِ مہر و ماہ شمع و چراغے دگر باید۔

**قولہ** اہلِ سند و اسناد آنرا بسندِ صحیح۔

**اقول** ساعتے باش کہ از حال مطالبہ صحت سخن گفتنی داریم، و ایں کہ ہم بر صحت سند پائے خامہ شکستہ است، مگر بر شذوذ و علت راہِ جرح و قدح بستہ است، ورنہ قیدِ اسناد، علیٰ خلاف المراد، از چہ رو گوارا افتاد۔

**قولہ** در کتبِ صحاح و سنن کہ مروج است۔

**اقول** کاش روزے چند خدمتِ علماء و مطالعہ کلماتِ طیباتِ ایشاں روزی شدے کہ در مجاریٔ کلام بمدارجِ مرام تمیزِ مقام بدست آمدے، مقدمۂ ثانیہ تحریرِ ثانی ازدیاد دادہ و برباد رفتہ مباد و ازاں ہم صریح تر بشنو جلالت شان، و رفعت مکان، حضرت امام خاتم الحفاظ سیدنا

و باللہ التوفیق۔

**قولہ** یہ معجزہ کسی ایسی کتاب میں جو لائق اعتماد ہو الخ۔

**اقول** افسوس! جس کو سورج نظر نہیں آتا وہ انکار سے صبر و خاموشی اختیار کرتا، نہ یہ کہ اُلٹا دیکھنے والوں پر شور و غل مچاتا یا ان کی بزم میں آکر نکتہ فروشی کرتا کیونکہ خاموشی میں سلامتی ہے اور جھوٹا آخر پریشان و ناکام ہوتا ہے، کیا ائمہ کرام کی تصانیف قابلِ اعتماد نہیں یا پھر چاند سورج کی جلوہ گاہ میں کوئی اور دیے جلانا چاہتے ہو؟

**قولہ** اہلِ سند و اسناد نے اس کو بسندِ صحیح الخ۔

**اقول** کچھ دیر ٹھہریں کہ مطالبۂ صحت کے بارے اور صحتِ سند پر جو قلم کی ٹانگ توڑ دی، کے متعلق ہم بات کریں۔ شاید شذوذ و علت پر جرح و قدح کا راستہ بند ہوچکا ہے ورنہ برخلافِ مراد قیدِ اسناد کیسے گوارا ہوتی؟

**قولہ** کتبِ صحاح و سنن میں جو مروج ہیں الخ۔

**اقول** کاش تمہیں چند روز خدمتِ علماء کا موقع اور ان کے کلمات کا مطالعہ نصیب ہوتا اور ان کے کلام و مقاصد کے موارد و درجات میں تمیزِ مقام حاصل ہوتی۔ تحریرِ ثانی کا دوسرا مقدمہ بڑھا دیا، برباد نہ ہو بلکہ اس سے بھی بہت زیادہ صریح سنیے۔ حضرت امام خاتم الحفاظ جلال الملۃ و

www.alahazratnetwork.org



جلال الملۃ والدین سیوطی قدس سرہ العزیز علی الخصوص در فنِ شریف حدیث تابحدے واضح وجلی ست کہ معلوم ہر صبی و مفہوم ہر غبی ست ۔

الدین قدس سرہ العزیز کی جلالتِ شان اور رفعتِ مقام، خصوصاً فنِ حدیث میں ایسی واضح ہے کہ ہر صبی وغبی کی بھی جانی پہچانی ہے ۔

امام علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ در شفاء شریف حدیثے نقل فرمود کہ سیدنا امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ بر حضور پرنور سید المرسلین صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم چناں وچناں مے گریست، واز فضائل پاکش کذا وکذا یاد مے کرد۔[1]

امام قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالٰی نے شفاء شریف میں ایک حدیث نقل کی کہ سیدنا امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر اس طرح روتے اور فضائل وخصائص بیان کرتے ۔

امام ممدوح المقام، اعلی اللہ درجاتہ فی دار السلام در تخریج احادیثش فرماید، در کتبِ حدیث ازیں اثر ہیچ اثرے نیست، اما او را صاحبِ اقتباس الانوار وامام ابن الحاج در مدخل مفصل ومطول آوردہ اند و در ہچو مقام ایں قدر بسند ست کہ اینجا سخن از حلال وحرام نمے رود۔

امام ممدوح المقام (جلال الدین سیوطی اعلی اللہ درجاتہ فی دار السلام) اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں، کُتبِ حدیث میں اس حدیث کے بارے کوئی نشان نہیں ہے، البتہ صاحبِ اقتباس نے اور مدخل میں امام ابن الحاج نے اس کو مفصل ذکر فرمایا ہے اور اس قسم کے مقامات میں اس قدر سند کے ساتھ حدیث کافی ہے کہ یہاں حلال وحرام کا مسئلہ نہیں۔

علامہ خفاجی ایں معنی را از جناب رفعت قبابش نقل کردہ بمسند قبول وتقریر جائے مے دہد، حیث قال، قال السیوطی فی تخریجہ :

لم اجدہ فی شیئ من کتب الاثر لکن صاحب الاقتباس الانوار وابن الحاج

خفاجی اس کو حضرت امام سیوطی سے نقل کرکے مسندِ قبول وتقریر پر جگہ دیتے ہیں، حیث قال، قال السیوطی فی تخریجہ (جہاں کہ امام سیوطی نے اپنی تخریج میں فرمایا۔ت) : میں نے اس کو کتب حدیث میں سے کسی میں نہ پایا لیکن صاحبِ اقتباس انوار اور مدخل میں ابن الحاج

---

[1] الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی القسم الاول الباب الاول الفصل الرابع دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۳۶

www.alahazratnetwork.org



فی مدخله ذکراه فی ضمن حدیث طویل وکفی بذلك سندا لمثله فانه لیس مما یتعلق بالاحکام۔[1]

عزیزا! چشم انصاف از رمد تعصب صاف بکشا، وشیوهٔ ائمهٔ دین، پس از تصحیح عقیدت بین که دریں چنیں مسالک چگونه راه رفته اند، وکدامیں سیر پیش گرفته، سپید میگویند که ازیں خبر در کتب الاثر لاخبر ولا اثر، باز بر مجرد ذکر بعض اعتماد و استناد روا مے دارند، وحدیث را از پایهٔ تکمیل ساقط نمی پندارند، مگر پایهٔ نکته دانی وترک توانی، و دروغ فلانی بر تدقیق وتحقیق، واحتیاط انیق، ایں سادهٔ کرام، وقادهٔ عظام، نیز چربیده است، کرسخن از کتب فن دامن برچیده، بر دائرهٔ تنگ صحاح وسنن مروجه محصور ومقصور گردیده است فالی الله المشتکی ممن یسمع فلا یسمع ویری فلا یری۔

**قوله** وآنچه اہل سیر ومغازی بیان میکنند۔

**اقول** ہمانا گوش عزیزاں گاہے به امثال ایں سخناں از کلمات ائمهٔ والاشان آشنا شده است واز محال محاوره ومجال مناظرهٔ

نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں اس کا تذکرہ کیا ہے اور ایسے مسائل کے لئے اتنی ہی سند کافی ہے کیونکہ اس کا تعلق احکام سے ہے۔

عزیزا! مرض تعصب سے تندرست چشم انصاف کھول اور عقیدہ درست کرکے ائمہ دین کا پاکیزہ شیوہ دیکھ کر ایسے مسالک میں کس طرح چلتے ہیں اور کیا طریقہ اختیار کرتے ہیں، واضح طور پر کہتے ہیں کہ اس حدیث کے متعلق کتب حدیث میں نہ کوئی خبر ہے نہ نشان، پھر صرف بعض کے ذکر کرنے پر اعتماد واستناد جائز رکھتے ہیں اور حدیث کو پایۂ تکمیل سے ساقط گمان نہیں کرتے، شاید اپنی نکتہ دانی ہشیاری وپرہیزگاری کا مقام ان سادات کرام، قائدین عظام کی تدقیق وتحقیق اور بہترین احتیاط پر بڑھا دیا کہ گفتگو نے اپنا دامن تمام کتب فن سے لپیٹ کر صحاح وسنن مروجہ کے دائرہ تنگ میں بند کردیا فالی الله المشتکی (تو اللہ تعالٰی ہی کی بارگاہ میں فریاد ہے۔ ت)

**قولہ** اور جو اہل سیر ومغازی بیان کرتے ہیں الخ

**اقول** غالباً عزیزوں کے کان ایسی باتوں سے تو آشنا ہوئے مگر ائمہ عالیشان کے مکالمات اور جوابی کلمات سے کچھ نہ سنا اور بے راہ گھوڑا دوڑایا

---

[1] نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض الباب الاول، الفصل السابع، مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات ہند ۱/۲۴۸

www.alahazratnetwork.org



آناں بوئے نشنیدہ بے راہہ اسپ دوانیدن گرفت، از خبیر بصیر پرس، محلِ ایں کلام آنست کہ قصاص واعظین، وجہّال مؤرخین، تودہ تودہ حکایات بے سروپا، وافسانہائے فتنہ را تکثیراً للسواد، یا ترویجاً للفساد، درکتب خودشاں مے آرند، واز مناقضۂ اصول ومعارضۂ نقول، باکے ندارند، گاہے افسانۂ اوریا وداستانِ زلیخا وقصۂ زہرہ وتذکرہ شجرہ، بہ نہجے تقریر کنند وساحت عصمت حضرات رسالت، وجنود صمدیت، عیاذاً باللہ آلودہ علیے کنند، وگاہے حادثۂ جمل، وواقعۂ صفین، ومشاجراتِ صحابہ، ومحاورات امہات المومنین بہ نوعے وا نمایند کہ معاذاللہ بتنقیص مقام واجب الاعظام یکے ازاناں پہلو زند، آنجا ائمۂ دین کہ خدائے ایشاں را بہرِ حمایت سنن ونکایتِ فتن برپا ساختہ است، در مقامِ تفصیل زبان بہ تضعیف وتزییفِ آں اقوال سخیف میکشایند، ودر محلِ اجمال باعتماد اصول، وصحاح نقول، پیوستن واز خوضِ خالفاں وکشاکشِ این وآں پاک برجستن مے فرمایند، کہ دع مایریبك الٰی ما لا یریبك[1]

وانیہا کہ میگویم ہم بر سبیلِ مداراتِ

کسی دانا بینا سے پُوچھ، دراصل بات یہ ہے کہ قصّہ گو واعظوں اور جاہل مورخوں نے مجمع بڑھانے اور فساد پھیلانے کے لئے اپنی کتابوں میں بے سروپا حکایات اور فتنہ انگیز افسانے درج کر دیے، اصول شکنی اور منقولات کی خلاف ورزی سے کچھ خوف نہ کیا، کبھی اوریا کا افسانہ، زلیخا کی داستان، زہرہ کا قصہ اور شجرہ کا تذکرہ اس انداز سے بیان کرتے ہیں کہ معاذاللہ عصمتِ انبیاءِ کرام ودیگر معصومین کو عیب آلود کرتے ہیں اور کبھی جنگِ جمل کا حادثہ، صفین کا واقعہ، صحابہ کرام کا اختلاف اور اُمہات المؤمنین کا باہمی مکالمہ ایسے طریقہ سے نمایاں کرتے ہیں کہ معاذاللہ ان نفوسِ قدسیہ کے مقام واجب الاحترام کی تنقیص کا پہلو نمایاں ہوتا ہے، اسی وجہ سے ائمہ دین، جن کو اللہ تعالٰی نے سنن کی حمایت ونگرانی اور فساد وفتن کے محو وسرکوبی کا عظیم منصب عطا فرمایا ہے، مقامِ تفصیل میں ان ناشائستہ اقوال کا ضعف وعیب ثابت کرتے ہیں اور محلِ اجمال میں اصول اور منقولاتِ صحیحہ کو مضبوط پکڑنے اور غیر ذمہ دار نکتہ چینیوں کی من گھڑت حکایات سے اجتناب کا حکم فرماتے ہیں کہ دَعْ مَا یُرِیْبُكَ اِلٰی مَا لَا یُرِیْبُكَ (جو تیرے دل میں کھٹکے اس کو چھوڑ دے اور جو نہ کھٹکے اس کو اختیار کرلے)۔

اور یہ جو ہم کہتے ہیں بطور نرم روی وارخائے

[1] صحیح البخاری کتاب البیوع باب تفسیر المشبہات قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۷۵

www.alahazratnetwork.org



عزیزاں وار خاے عنانِ کل میکند ورنہ خود چہ میگوئی
از مسئلہ کہ تن تنہا ہمیں قسم مرداں بہ ذکرش انفراد
دارند بہ طرقِ عدیدہ مروی آمدہ ، و چند ائمہ
آنرا تخریج کردہ ، ناقدانِ فن سلفاً وخلفاً
بہ کارِ سلمنا و آغوشِ صدقنا گرفتہ ، و دلیلے
باہر از نصوصِ متکاثرہ براں قیام پذیرفتہ ۔

عنان ، خاموش کرانے کے لئے کافی ہے ۔ ورنہ تم
اس مسئلہ کے متعلق کیا کہو گے جس کو نہ صرف ایسے
لوگ ہی اکیلے بیان کر رہے ہیں بلکہ بہت سے طرق و
اسانید سے مروی ہے ، کئی اماموں نے تخریج فرمایا
ہے اور سلفاً وخلفاً ناقدینِ فن نے تسلیم کیا ہے
اور تصدیق فرمائی ہے اور اس پر نصوصِ کثیرہ سے
واضح اور مضبوط دلیل قائم ہوئی ۔

مع ہذا حاشا کہ امثال مواہب ، و
کتاب الشفاء ، و دلائل النبوہ ، وتحقیق النصرۃ
و خصائص خیفری ، و روض سہیلی ، وخلاصۃ الوفاء ،
وخصائصِ کبریٰ ، وسیرت شامی ، وسیرت حلبی وغیرہا کتب
ائمہ دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کہ در خصائص و
فضائل و سیر و شمائل حضور پرنور صلوات اللہ تعالیٰ
وسلامہ علیہ تصنیف کردہ اند ، در سلکِ ایں چنیں
کتب منخرط ، و نزدِ محدثین از پایۂ اعتبار ساقط
باشد ۔

پھر مع ہذا خدا کی پناہ ! کہ کتاب مواہب ،
شفاء ، دلائل النبوہ ، تحقیق النصرہ ، خصائص
خیفری ، روض سہیلی ، خلاصۃ الوفاء ، خصائص کبریٰ ،
سیرتِ شامی ، سیرتِ حلبی ایسی کتابیں و دیگر
تصانیفِ ائمہ دین رحمہم اللہ تعالیٰ ، اس قسم کی غیر معتبر
کتابوں میں شمار ہوں اور محدثین کے نزدیک بے اعتماد و
بے اعتبار ہوں ۔

ایناں کہ خدا سعیِ اینہا مشکور و جزاءِ
آناں موفور گرداند ، چہ عمرہا کہ در تنقیح و تنقید ،
و تصحیح و تسوید ، بسر بردہ اند ، و چہ شبہا کہ
در تنظیف و ترصیف ، تالیف و تصنیف ،
دودِ چراغ و خونِ جگر نخوردہ ، و ہم ایشانند
کہ بہ قضیۂ لا عبرۃ بما قال المؤرخون
لب کشادہ اند ۔

ان حضرات (اللہ ان کی کوشش کو سعیِ مشکور
اور جزاء کو جزائے کامل بنائے) نے کیسی عمریں تنقیح
و تنقید اور تصحیح و تسوید میں گزار دیں اور کتنی بے شمار
راتیں کتبِ سیرتِ طیبہ کی تنظیف و ترصیف اور
تالیف و تصنیف میں دودِ چراغ اور خونِ جگر
نہ پیا ، یہی حضرات گرامی شان ہیں جنھوں نے
لاعبرۃ بما قال المؤرخون (مورخوں کے
قول کا کوئی اعتبار نہیں) کا حکم صادر فرمایا ہے ۔

اگر مقصود اطلاق است ، چنانکہ خاطرِ

اگر مقصود اطلاق ہے جیسا کہ عزیزوں کا

www.alahazratnetwork.org



عزیزاں بداں مشتاق ست، یارب، مگر محنت ایناں یکدست برباد رفتہ باشد، و ایں ہمہ کاوکاو جانکاہ رنگے نداده و آبے نگرفتہ، وعلیٰ ہذا ایشاں راچہ روئے نمود کہ باوجود نابہبود و انعدام سود ایں ہمہ وقت رائیگاں کردند، وآں حاصل بیحاصل وطائل لاطائل راثمرۂ اوقات، ونخبۂ حسنات شمردند۔

دل اسی کا مشتاق ہے یارب! پھر تو شاید ان کی ساری محنت برباد و ضائع ہوگئی اور یہ تمام جانگداز کوششیں کوئی رنگ لائیں نہ کوئی عزت پاسکیں۔ پھر ان ائمۂ کرام کو کیا نظر آیا کہ یہ سارا وقت بے سود ضائع کردیا اور اس بے فائدہ چیز کو اپنے اوقات کا ثمرہ اور حسنات کا نتیجہ شمار کر بیٹھے۔

مگر سخن آنست کہ چوں روئے سلمٰے ندیده، وبوئے سلمٰے نشنیده، آخر در حسن سلمٰی چانہ بیجا مزن واللہ الھادی لقمع الفساد و قلع الفتن۔

دراصل بات یہ ہے کہ جب تُو نے رُخِ محبوب دیکھا ہی نہیں، خوشبوئے حبیب پائی ہی نہیں تو تو حسنِ محبوب کے متعلق بیہودہ گوئی مت کرو واللہ الھادی لقمع الفساد وقلع الفتن (اور اللہ تعالیٰ ہی ہدایت دینے والا ہے فتنوں اور فساد کے خاتمہ کی)

**قولہ** پس ہرکرا از اہلِ علم ثبوت آں از روئے سندِ صحیح الخ

**قولہ** پس اہلِ علم کے لئے چاہئے کہ اس کا ثبوت از روئے سندِ صحیح الخ

**اقول** پیش از جوابِ سوال شما چند بجوابِ شما دارم ہرکہ داند خود بگوید لتبیننہ للناس و لاتکتمونہ[1] ورنہ از دانندگان پرسد کہ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون[2]۔

**اقول** تمہارے سوال کے جواب سے پہلے ہم چند سوال پیش کرتے ہیں، صاحبِ علم خود جواب دیں۔ لتبیننہ للناس ولاتکتمونہ (کہ تم ضرور اسے لوگوں سے بیان کردینا اور نہ چھپانا) اور بے علم اہلِ علم سے استفادہ کریں فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون (تو علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو)۔

(۱) زید ہندہ رابشہادتِ دو مرد فاسق

**سوال** (۱) دو گواہوں کے سامنے زید نے ہندہ

---

[1] القرآن الکریم ۳/ ۱۸۷

[2] " " ۱۶/ ۴۳ و ۲۱/ ۷

www.alahazratnetwork.org



بزنی گرفت، صباح نکاح خلوت ناکردہ، ترکِ زن میگوید و نیمۂ مہر دادن نمے خواہد، کہ نکاح مراشہودِ عدول مے بایست۔

کے ساتھ نکاح کیا اور صبحِ خلوت سے پہلے ہی اسکو چھوڑدیا اور نصف مہر بھی نہیں دینا چاہتا، کہتا ہے کہ میرے نکاح کے لئے گواہ عادل چاہئے۔

(۲) یوم غیم مردے بر رؤیتِ ہلالِ صوم گواہی داد، صبحدم زید قلیان بدست و پان در دہان بر آمد، کہ مرا اقل شہادتِ دو مرد باید۔

(۲) مطلع ابر آلود تھا ایک مرد نے روزہ کے چاند دیکھنے کی گواہی دی، صبح کے وقت زید ہاتھ میں حقّہ منہ میں پان ڈال کر باہر آیا کہ مجھے ایک مرد کی گواہی کافی نہیں دو مردوں کی شہادت چاہیئے۔

(۳) عمرو بر زید دعوٰے مالے کرد، و بشہادت دو عدل اثبات نمود، زید گوید نپذیرم تا چار گواہ نباشند۔

(۳) عمرو نے زید پر کچھ مال کا دعوٰی کردیا اور دو عادل گواہوں کی شہادت سے ثابت بھی کردیا مگر زید کہتا ہے جب تک چار گواہ نہ ہوں میں قبول نہیں کرتا۔

(۴) گواہاں در امثال وقف و نکاح شہادت بر تسامع دادند، زید گفت مرا شہودِ معائنہ درکار ست۔

(۴) گواہوں نے وقف اور نکاح ایسے امور کے متعلق شنید پر گواہی دی، زید کہتا ہے مجھے عینی گواہ چاہیئے۔

(۵) بکر برادرِ زید مرد، زنش نازنین ازو دخترے دارد شیریں، زید مے خواہد کہ شیریں را عروسِ خانۂ خود نماید، نازنین گفت ستمگارا آخر از خدا شرمے کہ برادر زادۂ تست، زید مے گوید مرا چہ دانا ند کہ قالبِ شیریں ہم از نطفۂ بکر تخمیر یافتہ ست، آخر ہر دعوٰی را بیّنہ لازم، اینجا گواہ کہ بیّنہ کدام ؟ نازنین گفت بر بسترِ برادرت زائید

(۵) زید کا بھائی بکر فوت ہوگیا، اس کی زوجہ مسماۃ نازنین کے بطن سے اس کی ایک لڑکی مسماۃ شیریں تھی، زید شیریں کے ساتھ نکاح کرنا چاہتا ہے۔ نازنین نے کہا ظالم! خدا سے شرم کر یہ تیری بھتیجی ہے۔ زید کہتا ہے مجھے کیا علم کہ شیریں کا بدن میرے بھائی بکر کے نطفہ سے پیدا ہوا ہے، آخر دعوٰی کے لئے گواہ لازم ہیں اور یہاں کوئی گواہ نہیں، نازنین نے کہا تیرے بھائی کے بستر پر پیدا ہوئی

www.alahazratnetwork.org



الولد للفراش[1] گفت آحادم نمے شاید، حدیثے متواتر باید۔

(۶) سعید با مرداں نماز میکرد، زید اقتدار ناکردہ برمے گردد، کہ او ہمیں تنہا وضو کردہ است، و من امامے خواہم کہ از ہر حدث غسل آرد۔

(۷) بر زید از خواص آیات معینہ و فضائل صور مخصوصہ احادیث صحاح خواندند کہ ببیں چناں چمنے ست شاداب و گلشنے باآب و تاب گفت بخارے نیرزد تا بخاری نیارد یا مسلم ندانم تا در مسلم نخوانم۔

(۸) زید را گفتند مالک عن نافع عن ابن عمر گفت بہ ہیچ نخرم کہ معنعن ست نہ متصل بسماع۔

(۹) زید گوید مفتیٔ اطرافِ ریاستِ فلانی را اجازت مداخلت در معارکِ شریعت کہ داد، گفتہ شد علمے دارند و خیلے بزرگوارند، گفت مرداں چنیں و چناں گویند، اما فقیر ایں سخن را در کتابے کہ لائقِ اعتماد باشد و اہلِ اسناد

ہے الولد للفراش (بچہ فراش کے لئے ہے) اس نے کہا یہ خبرِ واحد ہے مجھے خبرِ متواتر چاہئے۔

(۶) سعید نے باجماعت نماز ادا کی مگر زید نے اقتدار نہ کی اور یہ کہتا ہوا باہر نکل گیا کہ اس امام نے صرف وضو کیا ہے، مجھے وہ امام چاہئے جو ہر حدث سے غسل کرے۔

(۷) مخصوص آیات کے خواص اور خاص سورتوں کے فضائل زید کو احادیثِ صحیحہ سے سنائے گئے کہ دیکھ یہ کیسا تروتازہ چمنستان اور خوبصورت گلستان ہے۔ اس نے کہا ایک کانٹے برابر نہیں جب تک بخاری نہ لائے یا میں نہیں مانتا جب تک میں مسلم میں نہ پڑھ لوں۔

(۸) بطور حوالہ زید کو سند مالک عن نافع عن ابن عمر سنائی گئی، اس نے کہا میں سندِ معنعن پر اعتماد نہیں کرتا سندِ متصل بہ سماع ہونی چاہئے۔

(۹) زید کہتا ہے کہ فلاں ریاست کے مفتی کو مسائل شرعیہ میں فتوٰی دینے کی کس نے اجازت دی ہے؟ کہا گیا کہ بہت بڑے عالم ہیں۔ اس نے کہا لوگ ایسی ویسی باتیں کرتے ہیں مگر فقیر نے اس بات کو کسی کتاب میں جو لائقِ اعتماد ہو اور اہلِ اسناد نے

---

[1] صحیح البخاری کتاب الخصومات باب دعوی الوصی للمیت قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۲۶
صحیح مسلم کتاب الرضاع باب الولد للفراش " " " ۱/۴۷۰
جامع الترمذی ابواب الرضاع " " " امین کمپنی دہلی ۱/۱۳۸
سنن ابی داود کتاب الطلاق " " " آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۳۱۰

www.alahazratnetwork.org



آں را بہ بسندِ صحیح بیان کردہ باشد، ندیدہ و نہ در صحاح وسُننِ مروّجہ از کسے شنیدہ، وآنچہ اہلِ صدیٔ سیزدہم بمجرد دعوٰے بر زبان آرند اعتمادِ آں چنانچہ اہلِ حدیث راست معلوم۔

اس کو بہ سندِ صحیح بیان کیا ہو، نہیں دیکھا اور نہ صحاح وسُننِ مروّجہ میں کسی سے سُنا اور جو کچھ تیرھویں صدی کے لوگ صرف زبانی دعوٰی کرتے ہیں، اس کا اعتماد جس طرح اہلِ حدیث کو ہے معلوم ہی ہے۔

(۱۰) از مناقبِ رجال وفضائلِ اعمال ہزار در ہزار احادیث حِسان وصوالح بر زید خوانند شوخ چشم گوید بے صحت اسناد خرط القتاد۔

(۱۰) مناقب وفضائل کے متعلق ہزاروں حدیثیں حسن وصالح زید کو سُنائی گئیں، وہ شوخ چشم کہتا ہے کہ صحتِ اسناد کے سوا خرط القتاد ہے (یعنی بے سُود اور نقصان دہ ہے)

دریں صُوَرِ دہ گانہ از حضراتِ علماءِ دین ایدھم اللہ تعالٰی بالفوز المبین، استفتاء میرود کہ دریں ہر ہمہ صور زید نزد شرع مطہر بر خطا و ایں چنیں مطالبہ ومواخذہ اش محض فضول و بیجاست یا نہ؟ بَیِّنُوْا تُوْجَرُوْا۔

ان دس صورتوں کے بارے میں علمائے کرام (اللہ تعالٰی ان کی روشن کامیابی سے مدد فرمائے) سے فتوٰی مطلوب کہ ان تمام صورتوں میں زید شرعِ مطہر کے نزدیک غلطی پر ہے یا نہیں اور اس کے مطالبات ومواخذات بے جا وفضول ہیں یا نہیں؟ بیان فرماؤ اجر پاؤ گے۔

حالیا اگر از خدمتِ علماء فرمان رسد کہ زید فضولی میکند، و بر شرع مے افزاید، نہ جواز نکاح را عدالت شہود درکار، نہ در یوم غیم تعدد نظار، نہ در معاملۂ مال بیش از دو گواہ، نہ در وقف و نکاح شہادت نگاہ، فراش مُثبت نسب فرزند، و در حلال وحرام آحاد بسند، و از ہر حدث غسل چہ ضرور، و قبول در صحیحین غیر محصور، مالک و نافع از تدلیس بری، پس عنعنۂ ایشاں چوں سماع جلی، حدیث در علم

فی الحال اگر علمائے کرام کی طرف سے حکم ملے کہ زید زیادتی کرتا ہے، شریعت پر تجاوز کرتا ہے، جوازِ نکاح کے لئے عدالتِ شہود ضروری نہیں۔ بادل ہوں تو ایک سے زیادہ گواہ لازم نہیں۔ مالی معاملہ میں دو سے زیادہ گواہوں کا مطالبہ درست نہیں۔ وقف ونکاح میں شہادتِ عینی کا لزوم بھی نہیں۔ فراش ثبوتِ نسب کے لئے کافی ہے اور حلال وحرام کے لئے آحاد کافی ہیں۔ ہر حدث سے غسل کیوں ضروری ہے؟ صرف صحیحین کی احادیث میں قبول بند نہیں۔ مالک ونافع تدلیس سے بری ہیں لہذا

www.alahazratnetwork.org



فلانی نیاید ومناقب وفضائل را صحت نباید یا زیدا این چہ ہرچہ زہ چانگی وجوشِ دیوانگی ست کہ ہرجا خواستنی مے خواہی، وبر قدرِ مطلوب افزائی ایں مطالبہ ہائے ازپیشِ خود تراشیدہ ات، زنہار ناپذیرفتنی، و بے چارہ مطالبان از تجشم اتباعِ ہوایت غنی۔

تم الجواب واللہ تعالٰی اعلم بالصواب

اُن کا اسنادِ معنعن سماعِ جلی کا حکم رکھتا ہے۔ فلاں کے علم ثابت کرنے کے لئے حدیث نہیں آتی مناقب فضائل کے لئے حدیث صحیح کا موجود ہونا ضروری نہیں، پس او مُردہ دل زید! یہ کیا مفت کا بکواس اور جوشِ جنونی کہ تو ہرجگہ بے ضرورت دلیل مانگتا ہے یا قدرِ مطلوب سے زیادہ طلب کرتا ہے۔ تیرے یہ تمام مطالبات اپنے ہی مَن گھڑت اور نامقبول ہیں اور مجیبِ مطالب تیری خواہشات کے مطابق جواب کی مشقّت برداشت کرنے سے بے نیاز ہے۔

تم الجواب واللہ تعالٰی اعلم بالصواب

عزیزا! آنگاہ ازیں جواب، جوابِ سوال خودت دریاب، کہ ایں طلبِ عزیزاں نیز بہمیں طلبہا ماند وایں ناگفتنی گفتن، وناجستنی جستن، روزے بروز زیدت نشاند۔

سخنے بہ سمت راست گو وبہانہ مگیر تو و خدائے تو در کتب دیدہ یا از علماء شنیدہ کہ درچنیں مجال وسیع المجال حسن وصلاح بکار نیاید، وغیر از صحت چیزے نشاید، ونقولِ علماء پائے ندارد، وقبول ائمہ بارے نیارد، ورنہ الزام غیر لازم، ورد یقین جازم، چہ قیامت ذوق یافتہ کہ سر از ہمہ تافتہ ؎

فان کنت لاتدری فتلک مصیبۃ
وان کنت تدری فالمصیبۃ اعظم[1]

اے عزیز! اب اس جواب سے اپنے سوالوں کا جواب دریافت کر کہ یہ مطالبات انہی مطالبات کی مثل ہیں اور یہ ناگفتنی باتیں اور نالائق طلب مطالبہ ایک دن تجھے زید کی جگہ بٹھائے گا۔

میں تم سے ایک بات پُوچھتا ہوں، سچ کہنا اور بہانہ نہ بنانا، کیا تم نے کتابوں میں دیکھا یا علماء سے سُنا کہ ایسے وسیع تر مقامات میں حسن وصالح حدیث بیکار ہے اور صحت کے سوا کوئی چیز درکار نہیں اور علمائے کرام کے منقولات کا کوئی درجہ ومقام نہیں؟ اور قبولِ ائمہ کچھ وزن نہیں رکھتا؛ ورنہ غیر لازم کا الزام اور یقینِ جازم کا رَد، کیا مطلب؟ عجیب ذوق ہے کہ سب کو ٹھکرا دیا۔

(ترجمہ شعر) "اگر تُو نہیں جانتا تو یہ ایک مصیبت ہے اور اگر تُو جانتا ہے تو مصیبت بہت بھاری ہے۔"

---

[1] نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض فصل فی تفضیلہ بالمحبۃ والخلۃ مرکز اہلسنت گجرات ہند ۲/ ۳۲۸

www.alahazratnetwork.org



وزنہار نہ دانی کہ ایں بال و پرے کہ مے
فشانم از انت کہ حدیث را ضعیف میدانم
بلکہ بر تصانیف امام حجت سیدنا عبداللہ بن مبارک
وقوف نیافتہ ام ورنہ گمان نہ آنچناں ست کہ مخالف
را جائے شادی باشد۔

اور یہ ہرگز نہ سمجھیں کہ میں نے اتنی تفصیلی
گفتگو اس لئے کی ہے کہ حدیث کو ضعیف جانتا ہوں
بلکہ امام حجت سیدنا عبداللہ بن مبارک کی تصانیف
سے واقف نہیں ہوں ورنہ اس طرح گمان نہیں
کہ مخالف خوش ہو۔

سیدی عبداللہ از اعاظم ائمہ وتبع تابعین
است، غالب مشائخ ورجالش ہمیں تابعین
وصحابہ باشند، یا تبع کہ با ایشاں درخورد و
آزمودن احوال شاں کرد، و دراں زماں چنانکہ
دانی غالب عدالت بود، و لہذا استاذش سیدنا
امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ بہ اصالت عدالت
قائل شدہ است، وخود ایں ناقدین
کہ تلقی بالقبول کردہ اند مگر بدمی بری کہ نادیدہ
راہ رفتہ اند۔

سیدی حضرت عبداللہ بن مبارک عظیم ترین
اماموں اور تبع تابعین سے ہیں، ان کے اکثر
مشائخ یہی تابعین وصحابہ ہیں یا تبع اور ان
کے کوائف وحالات کی اچھی طرح جانچ پڑتال کی،
اور جس طرح کہ تم خود جانتے ہو اس زمانہ میں عدالت
غالب تھی، اسی وجہ سے ان کے استاد سیدنا
امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ اصل عدالت کے
قائل ہیں اور خود ناقدین نے تلقی بالقبول کی ہے
اور ان کا یہ تلقی بالقبول کا اقدام پوری دیانتداری
اور کامل انشراحِ صدر کے ساتھ ہے، اندھی تقلید
نہیں ہے۔

جانِ برادر! تو وایمان تو ایں ہمہ ائمہ اولی
الایدے والابصار کہ یک زبان بر نفیِ ظل
گواہی دہند، پناہم بخدائے اگر سخن یکے
از ایناں یا امثال ایناں بر طبقِ مزعومِ خودت
یابی چہ غلغلہا کہ نکنی وکلہ بر آسماں افگنی و بر خویشتن
بالی و پیش ہر کسے نالی کہ ہے اینچہ ستم ست،
امامے چناں از نفی ظل بر کراں و فلانے تن نمی دہد،
وگوش نمی نہد، حالیا کہ ستم از تست خدارا دمے
انصاف دہ وکلاہِ غرور را از سر بنہ،

جانِ برادر! یہ جو تمام ائمہ کرام بیک زبان
نفیِ ظل کی گواہی دیتے ہیں، اگر ان میں یا ان
کے ہمسر ائمہ سے کوئی بات تو اپنے مزعومہ کے
مطابق پاتا تو وہ کون سا شور جو برپا نہ کرتا، کلہ
آسمان پر چڑھاتا اور پھولا نہ سماتا، ہر ایک کے آگے
آہ وزاری کرتا کہ ہائے یہ کیا ظلم ہے، ایسا امام
نفیِ ظل کا قائل نہیں، نہ اس کو قبول کرتا ہے نہ
اس کی طرف کان لگاتا ہے لہٰذا اس وقت ظلم
تیری طرف سے ہے، خدارا انصاف کر اور تکبر

www.alahazratnetwork.org



کہ چرا راہِ ایشاں نمی سپری، و از اتفاق اُمن کشاں
میگذری، حدیث خواہی؟ حدیث حاضر،
نقول جوئی؟ نقول ظاہر، و دلیل طلبی؟ دلیل
موجود، نقیض جوئی؟ نقیض مفقود، بازکدامیں
سنگ در رہ، و کلک درموزہ است کہ
جائے تسلیم سبز مے بینم، و رُوئے خلاف
سُرخ، و چہرۂ انصاف زرد، و
جبینِ قرطاس زنا گفتنیہا سیاہ، عیاذم
بخدائے مگر آنکہ مصطفیٰ را صلے اللہ تعالٰی
علیہ وسلم از نورِ خودش آفرید، و مہرِ نیم روز و
ماہِ نیم ماہ را کمینہ گدائے سرکارش گردانید،
نتواند کہ سرو جانفزائے مارا بے سایہ پرورد، و
شاخ گلے کہ ہزار چمنستان جاں فدائے
ہر رگ و برگ او باد، از گلزمین لطافت،
بر جویبار نظافت، پاک از ہمہ کثافت
سر بر آورد۔

کی ٹوپی سر سے اتار، کیوں ان ائمۂ کرام کی راہ پر
نہیں چلتا اور اتفاق سے دور کیوں بھاگتا ہے؟ حدیث
مطلوب ہے تو حاضر، اگر نقول چاہئیں تو نقول واضح
ہیں، دلیل کی طلب ہے تو دلیل موجود، لیکن اگر
نقیض کی خواہش ہے تو وہ معدوم ہے۔ تو اب
کون سا پتھر راستہ میں پڑا ہے، کیوں تسلیم کا
مقام خالی دیکھتا ہوں، خلاف کا چہرہ خوش، انصاف
کا چہرہ شرم و حیا سے زرد اور کاغذ کی پیشانی شرمناک
باتوں سے سیاہ، خدا کی پناہ! لیکن قادرِ مطلق
جل وعلا جس نے مصطفیٰ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم
کو اپنے نورِ خاص سے پیدا فرمایا اور خورشیدِ درخشندہ
و بدرِ درخشندہ کو ان کی سرکار کا ادنیٰ گداگر بنایا،
کیا وہ یہ نہیں کر سکتا کہ ہمارے سروِ جانفزا کو
بغیر سایہ کے پرورش فرمائے اور وہ شاخِ گل جس کے
ہر رگ و برگ پر ہزاروں چمنستان قربان ہوں، پاکیزگی
کی نہر پر گلِ زمینِ لطافت سے، ہر قسم کی کثافت سے
پاک پیدا ہو۔

وصلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی
آلہٖ قدر حسنہٖ وجمالہٖ وجاہہٖ
وجلالہٖ وجودہٖ ونوالہٖ وعزہٖ و
کمالہٖ ونعمہٖ وافضالہٖ ورشدہٖ فی
افعالہٖ وجہدہٖ فی اعمالہٖ وصدقہٖ
فی اقوالہٖ وحسن جمیع خصالہٖ ومحمودیۃ
فعالہٖ وعلینا معشر الملتثمین
لنعالہٖ والمتعلقین باذیالہٖ

اور درود نازل فرمائے اللہ تعالٰی آپ پر
اور آپ کی آل پر جس قدر آپ کا حسن، جمال،
مرتبہ، بزرگی، فیاضی، عطا، عزت، کمال،
نعمتیں، نوازش، افعال میں رشد، اعمال میں
محنت، اقوال میں سچائی، تمام خصلتوں میں حسن
اور عادات میں پسندیدگی ہے۔ اور ہم پر بھی جو
آپ کے نعلین مبارک کو بوسہ دینے والے اور آپ
کے دامن کو تھامنے والے ہیں۔ اے معبودِ برحق

www.alahazratnetwork.org



أمین الٰہ الحق أمین !

این ست سطرے چند کہ با عمومِ غموم، و ہجومِ ہموم، و تراکمِ امراض و تلاطمِ اعراض، بر نہجے کہ خدائے خواست، در دو جلسہ گیسو آراست، من فقیر می خواستم کہ زلفِ سخن را شانۂ دگر کشم، امّا چہ کنم کہ دریں کوردہ از وطن دور، و از کتب مہجور افتادہ ام، ایں جا جز شفاء و نسیم الریاض و مطالع المسرات و بعض کُتب فقہ ہیچک بدستم نیست، ورنہ اولی الانظار دیدندے آنچہ دیدندے۔ ولکن من یرد اللہ خیرہ یشرح بہذا القدر صدرہ وما ذٰلک علی اللہ بعزیز ان ذٰلک علی اللہ یسیر ان اللہ علٰی کل شیئ قدیر۔ وکان ذٰلک لمنتصف جمادی الاخرٰی عام تسع وتسعین بعد الالف والمائتین۔

ہماری دُعا کو قبول فرما۔

یہ چند سطریں جس طرح خدا نے چاہا، غم واندوہ کے اجتماع اور امراض وعوارض کے ازدحام کے باوجود دو جلسوں میں تحریر کی گئیں، دل چاہتا ہے کہ زُلفِ سخن دُوسری کنگھی سے سنواروں، مگر کیا کروں اس اندھی بستی میں وطن سے دُور ہوں، کتابیں پاس نہیں، یہاں سوائے شفاء، نسیم الریاض، مطالع المسرات اور بعض کتبِ فقہ کے کوئی کتاب موجود نہیں، ورنہ آنکھ والے دیکھتے جو دیکھتے۔ لیکن اللہ تعالٰی جس کی بھلائی کا ارادہ فرمائے اُسی قدر سے اس کا سینہ کھول دے، اور اللہ تعالٰی پر یہ کوئی مشکل نہیں، بے شک اللہ تعالٰی کے لئے یہ آسان ہے، بیشک اللہ تعالٰی ہر شے پر قادر ہے۔ یہ نصف جمادی الاخرٰی ۱۲۹۹ھ کو مکمل ہوا۔ (ت)

---

رسالہ

ھدی الحیران فی نفی الفیئ عن سید الاکوان

ختم ہوا

---